اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کے لئے ہے

نمبر ۶ | بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ | جلد ۱۲

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۶ | بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ | جلد ۱۲

رسید اصلاح پرنٹنگ کمپنی

(۸۷) جناب سید اقبال حسین صاحب سب انسپکٹر ڈیرہ پور ضلع کانپور ۱۶۹۵ لہ حصہ عدد

ہمارا گذشتہ ماہ الحمدللہ بخیر وخوبی تمام ہوا۔ ویلو کی زحمتیں ہنوز تمام ہین۔ ۷۰۰ قطعہ ویلو مین ۲۰۰ وصول ہوا تخمیناً ۳۰۰ واپس آچکا ہے اور ۲۰۰ باقی ہے جسکا حشر نہیں معلوم وصول ہوگا یا راستہ صرف یہی زحمتیں نہیں ہوتین بلکہ جنکا وصول ہوتا ہے اوسپر بھی تیقن نہیں ہوتا کہ یہ ویلو کسکا ہے کیونکہ جو فارم آتا ہے اوسپر نہ ہمارے دفتر کا کوئی نمبر ہوتا ہے نہ نشان بلکہ ڈاکخانہ والے جو ہوتا کم لیاقت ہوتے ہین اسطرح غلط سلط نام لکھتے ہین کہ نہایت دقت ہوتی ہے۔

اسیوجہ سے یہ پرچہ اکثر حضرات کے پاس نہایت تاخیر سے پہونچا ہوگا حالانکہ ویلو نمبر کی اشاعت دوسری تیسری تاریخ سے شروع ہوگئی تھی اگر سبکا چندہ وصول ہوتا تو ایک ہفتہ کے اندر کل پرچے تقسیم ہو جاتے۔

اب یہ حاضر ہے جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ اصلاح کسقدر پابندی وقت سے شایع ہو رہا ہے اور اسکے مضامین کیسے ہوتے ہین کہ ہر رائے اسکی انمول ہوتی ہے اور ہر تحقیق نرالی جس سے نہ خود مومنین بلکہ مخالفین بھی مستفید ہو رہے ہین اور خاص عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

البتہ میری تردداتِ ذاتی سے نہایت انتشار ہو رہا ہے خصوصاً خواہر عزیزہ مریضہ شفاہا اللہ کی ناسازیٔ مزاج سے جسکے لئے تمامی مومنین سے بالخصوص امیدوار دعا ہون کہ اسکی علالت کو بہت امتداد ہو چکا ہے اسی سبب سے مین دفتر مین نہین ہون۔ اور نائب ایڈیٹر کی ترتیب سے یہ نمبر شایع ہوتا ہے۔

اصلاح جس ہاتھ مین جاتا ہے اوسکی حفاظت خاص طور سے کیجاتی ہے کہ بعد اختتام سال اسکی

جلد بندی کرالی جائے اسلیئے دفتر بھی ہر شکایت پر بلا عذر نمبر حاضر کرتا ہی یہانتک کہ آٹھ دس نمبر مختلف سنین کے بھی روانہ کیئے جاتے ہین جس سے دفتر بیحد زیر بار ہو رہا ہی - لہذا اس نمبر کے بعد اگر اندر ماہ کے شکایت آئیگی تو تعمیل ہوگی اور صرف وہی نمبر بھیجا جائیگا جو نہین پہونچا ہی اسکے علاوہ اور کوئی نمبر روانہ ہوگا جب تک بحساب فی نمبر ۳ کے ٹکٹ نہ آئین کیونکہ اب انتظام ہر طرح مکمل کر دیا گیا ہے اور افسران ڈاکخانہ بھی نہایت مستعدی سے آمادہ انسداد ہین -

نقل چٹھی پوسٹماسٹر جنرل بہادر کلکتہ

از دفتر پوسٹ ماسٹر جنرل بنگال بخدمت مولوی علی حیدر اڈیٹر اصلاح - مورخہ کلکتہ ۱۲ مئی

جناب عالی - اس دفتر کے سلسلہ مراسلات نمبر ۱۴۷ / ۶۱ سے مورخہ ۴ مئی ۱۹۰۹ع کے متعلق عرض ہے کہ بدنظمی محکمہ ڈاک سے جو صدمہ اور نقصان آپکو پہونچا گیا ہی اوس سے ہمکو دلی رنج ہوا اور اب مین آپکو مطلع کرتا ہون کہ یہ ساری خرابیان سب پوسٹماسٹر سیوان کی بیہودگی سے رہی ہین - سب پوسٹماسٹر مذکور عنقریب بدل دیا جائیگا اور پھر معقول انتظام آپکے پرچہ کا ہوگا جس سے امید ہی آپکو آیندہ کوئی شکایت نہ پیدا ہوگی - فقط آپکا خادم پوسٹماسٹر جنرل صوبہ بنگال -

حالات ایران

فرمان شاہی دربارہ پارلیمنٹ ایران جسیر ورسی کہ خدانے ہمکو یہ سلطنت عطا فرمائی ہمیشہ اسمین کوشان ہی کہ ملک کے معائب و نواقص کو دفع کرین کیونکہ یہ ملک ہمارے لیئے بمنزلہ وطن ہی اسکی اصلاح بغیر ارتباط ملت و دولت ناممکن ہی - اسلیئے ما بدولت ہمیشہ اسمین کوشان رہی کہ ما بدو عزیز وطن کی خدمت کرین چنانچہ ملت نے بھی جو سب ہمارے فرزند عزیز ہین ہماری رہی اور پیشگاہ شاہنشاہ مرحوم (مظفر الدین شاہ) سے طالب سلطنت مشروطہ ہوئے - ہمارے عرائض اور ملکی اعانات سب محفوظ ہین جنمین ہمنے رعایا کی موافقت مین شاہ کو عرائض لکھے - اور نیز خطوط و عرائض سے ہماری ہمدردی ظاہر ہے -

اعلانیہ مشروطیت کے بعد جب ہم طہران مین آئے تو امضائے قانون اساسی مین کوششین کین یہانتک کہ قانون اساسی شاہنشاہ مرحوم کی دستخط مبارک سے مزین و مکمل ہوا -

جب ہماری سلطنت کا وقت آیا اور عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیا تو تمامتر اپنی کوشش اسمین صرف کی

کہ سلطنت مشروطہ قائم ہو اور مجلس ملی کی عظمت و وقعت مستحکم ہو۔

مگر خود غرضونکے افساد اور اونکی دراز دستی نے آخر مین ہمکو مکدر اور مایوس کیا کہ اس مجلس شوریٰ سے کوئی نفع ملک کو نہین ہو سکتا لہذا چند روز کیلئے ہمنے ملتوی کر دیا۔

ماہ شوال مین پھر جب ہمنے چاہا کہ فرمان پارلیمنٹ جاری کرین تو ایسے اسباب جمع ہوے کہ اگر پارلیمنٹ کا اختیار دیا جاتا تو یقیناً فسادات عظیمہ پیدا ہوتے لہذا ہمنے عملاً اسکو روکدیا اور بدل سے ارتفاع موانع مین کوشان رہے۔

چونکہ اب وہ سب موانع و عوائق مرتفع ہوئے لہذا بکمال اشتیاق و میل قلب اس فرمان کے ذریعہ سے حکم دیتے ہین کہ مطابق اوس قانون اساسی کے جو سابق مین جاری تھا بدون ذرہ کسر و نقصان پارلیمنٹ جاری کیا جائے اور ایسے لوگ ممبر مقرر کئے جائین جو دولت و ملت کے قابل اطمینان ہون۔ اور نظامات انتخاب کو جلد منتشر کرین کہ مطابق اوسکے وکلا کا انتخاب کیا جاے اور دو ثلث ممبرونکی حاضری پر کارروائی مجلس شوریٰ کی بہارستان مین شروع کیجائے۔ مورخہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ

یہ ہے فرمان شاہی جسمین پارلیمنٹ کا حکم دیا گیا ہے اور وہی قانون اساسی قبول کیا گیا جو مظفر الدین شاہ مرحوم نے رعایا کو دیا تھا۔

محمد علی نے اس فرمان مین جس مغالطہ بیانی سے کام لیا ہے اوسکے بیان کی ضرورت نہین کیونکہ جسروز سے اس نحس قدم نے سریر سلطنت پر قیام کیا پارلیمنٹ کے شکست مین جسقدر کوشش کی تمام عالم کو معلوم ہے یہانتک کہ ۲۴ جون ۱۹۰۸ء کو عمارت پارلیمنٹ پر گولہ باری کی اور مسجد سالار کو منہدم کیا اور ہزارہا بے گناہ کو قتل کیا جس سے ملک مین ایسی بدامنی پھیلی کہ صوبہ آذربائجان۔ استرآباد۔ رشت لارستان وغیرہ انکی حکومت سے ایک عظیم خونریزی کے بعد انکے حدود سلطنت سے خارج ہو گئے جب بختیاریون نے خود طہران پر حملہ کا قصد کیا کہ اس وجود نامسعود سے دنیا کو خالی کرین تو ادہر روس انگلستان نے شاہ کی حمایت شروع کی اور شاہ نے پارلیمنٹ کا فرمان جاری کیا۔ مگر نہ اوس پارلیمنٹ کا جو پہلے سے رعایا کو عہد مظفر الدین شاہ مرحوم سے حاصل تھا۔ بلکہ جدید پارلیمنٹ کا اختیار دیا جسپر دوبارہ شور و شر شروع ہوا تب شاہ نے مجبور ہو کر اس فرمان کو شایع کیا جسمین اوسی سابق پارلیمنٹ کو قبول کرتے

ہین اور اوسی قانون اساسی کو بے کم و کاست جو بدستخط شاہنشاہ مرحوم مظفرالدین شاہ مرحوم مزین تہا اور خود محمد علیشاہ نے بہی اوسپر دستخط کیا تہا اور چند مرتبہ حلف اوٹہایا اور پہر عہد شکنی کی
رعایا کی حالت ہنوز اطمینان بخش نہین ہے اور بظاہر اس سے خوش نہین معلوم ہوتے کیونکہ شاہ کا قول و قرار اعتبار نہین رکہتا۔ مگر ظاہری نتیجہ یہ ضرور ہے کہ اسوقت جنگ و جدال موقوف ہے اور ایران مین امن و امان ہے۔

لیکن کسقدر حیرتناک یہ امر ہے کہ محمد علیشاہ جو ہنوز ۳۴ سالہ جوان ہے۔ اور تین برس بھی پورے سلطنت کو نہین ہوی سال بہر سے اسطرح تمام ملک کو حیران کئے ہوئے ہے کہ کسی کا کچھ زور نہین چلتا۔ تمام ملک مین بغاوت ہوی ہر طرح کا فساد ہوا مگر اوسکے اطمینان مین فرق نہ آیا یہانتک کہ پہر خود ہی پارلیمنٹ کا اختیار ہی دیا جس سے ظاہری امن کی صورت پیدا ہے۔

بخلاف اسکے سلطان ترکی جو عمر مین ۷۰ سال کا تجربہ کار ہے۔ اور ۳۳ سال حکومت کر چکا ہے ایک ادنے مخالفت پر بلکہ شبہہ مخالفت پر سلطنت سے نکالدیا گیا کہ ہندوستان کے کسی چپراسی کی موقوفی بہی اس سرعت سے نہین ہو سکتی۔

سلطان اگر بلا کسی خونریزی کے علحدہ ہوجاتے تو پہر بھی قابل تعریف سمجھے جاتے۔ مگر ایکہفتہ مین اتنی خونریزی کرائی کہ محمد علیشاہ کے ایکسالہ فساد مین اتنی خونریزی نہوئی ہوگی۔ لہذا شاہ اور سلطان کے دماغی قابلیت کا فرق ہر شخص بہ آسانی سمجھ سکتا ہے۔

واقعہ جانسوز لار گذشتہ نمبروں مین ہم لارستان کا حال لکھ چکے ہین کہ حجۃ الاسلام آقا سید عبدالحسین صاحب مدظلہ مجتہد لار نے کسطرح چند روز مین اسکو فتح کیا اور علم مشروطیت بلند اور احکام شریعت کو رائج کیا جسپر ہر طرف سے نعرہ تحسین بلند ہوا اور مخالف و موافق مدح خوان ہوا۔

مگر افسوس کہ ۹ ربیع الثانی کو طرفداران سلطنت نے لار کو بالکل تباہ و برباد کیا اور ایسا ظلم کیا کہ آجتک اس پورے قصہ مین نہین ہوا تہا جسکی تفصیل بالاجمال یہ ہے کہ جب حجۃ الاسلام آقا سید عبدالحسین مدظلہ کے حسن انتظام اور فرط شجاعت سے انتظام لار مکمل ہوا تو حاجی علی قلی خان جو سابق سے حاکم لار تہا فرار کر کے وارد حاجی آباد ہوا اسرقا

قوام کی اولاد جو اس معرکہ مین ہزیمت کہا چکے تھے۔ اور پہلے سے یہان کے فرمان روا تھے وہ
بھی حاجی علی قلیخان سے ملحق ہوئے۔ اور یہانسے شیراز گئے۔ وہان سے ایک لشکر طیار کیا اور
تیل عرب کیطرف رخ کیا۔ لار سے حاجی ذکریا کچھہ فوج لیکر بجانب تیل سارلو روانہ ہوئے
کہ اولاد قوام کی شرارتونکا انسداد کرین۔
اہل لار چونکہ فرمان شاہی سن چکے تھے کہ شاہ نے پارلیمنٹ کا حکم دیا اور اہل شیراز کے مصالحہ
کا حال بہی معلوم تہا۔ لہذا وہ ہر طرح سے مطمئن تھے کہ اب کوئی فساد نہین رہا کہ دفعۃً وقت شب
نصر الدولہ پسر قوام اور حاجی علی قلیخان ۹ یا ۹ ہزار سوار و پیادہ اور ۷ توپ کروب لیکر
وارد لار ہوئے اور تمام شہر کا محاصرہ کرلیا۔
اس واقعہ مین ۷ سو عورتون نے بخیال حفظ ناموس زہر کہا کر اپنی جان
دی اور بعض نے اپنے کو کوین مین گرا دیا تین روز تک قتل عام جاری رہا یہانتک کہ شیر
خوارہ بچونکو بہی ظالمون نے نہ چھوڑا۔ کچھہ لوگون نے مزار امام زادہ مین پناہ لی۔ مگر وہ
قبہ مبارکہ بہی توپ لگا کر گرا دیا گیا اور قتل عام کیا گیا اور مال و متاع سبکا لوٹ لیا گیا
دوسرے روز نصر الدولہ نے باغ نشاط مین قیام کیا اور جو لوگ اسیر ہوئے تھے جسمین زیادہ
سادات بنی فاطمہؑ تھے یا تو انکا سر جدا کیا گیا یا پیٹ چاک کیا گیا۔ سید احمد کو قتل کرکے دار پر چڑہایا
اور انکی نعش کو جلا کر خاکستر کیا۔
حجۃ الاسلام آقا سید عبد الحسین صاحب مجتہد لار کا پتہ نہین کہ وہ کیا ہوئے بعض کہتے ہین وہ بہی
قتل کئے گئے بعض کہتے ہین قید ہین۔ دیکھئے آیندہ کیا خبر معلوم ہوتی ہے۔
اس واقعہ سے نہ صرف ایران مین بلکہ تمامی دول خارجہ مین ایک ہلچل پڑ گئی ہے کہ جب شاہ
نے پارلیمنٹ کا فرمان شایع کیا اور عفو عمومی کا اعلان دیا کہ ہر شخص کا قصور معاف کیا گیا
پھر یہ کیسا ظلم صریح ہے کہ لار اسطرح تباہ و برباد کیا گیا۔ تجار بمبئی نے وزیر خارجہ کو تار دیا
ہے۔ دیکھئے کیا جواب آتا ہے۔ مگر بظاہر آثار اچھے نہین معلوم ہوتے۔
۱۰ جمادی الاولی کا تار مظہر ہے کہ آذربائجان کی بد امنی ترقی کر رہی ہے۔ ترکی فوج
نے ساوجیلاق پر قبضہ کرلیا ملت ارومیہ نہایت شوق سے آمادہ ہے کہ سلطنت

ترکی کے آغوش عاطفت مین قرار لے۔

۱۱ جمادی الاولی کا تار مظہر ہی کہ تبریز کے احرار۔ روس کے ظلم و تعدی کی بیحد شکایت کررہے ہین ستارخان اور سائر سرداران ملی نے پہلے سفارتخانہ انگریزی مین پناہ لینا چاہا مگر سفارت نے انکار کیا۔ تب سفارتخانہ عثمانی مین پناہ گزین ہوئے دو ہزار پانچسو ترکی فوج نے مراغہ پر قبضہ کرلیا۔

حبل المتین کی رای ہی کہ روسیون نے انقلاب دولت عثمانی کو غنیمت سمجھکر نہایت تیزی سے ایک عظیم الشان فوج کو آذربایجان کی طرف روانہ کیا کیونکہ وہ جانتے تھے۔ انقلاب دولت عثمانی مین دو چار سال صرف ہونگے لہذا اس موقع کو غنیمت سمجھا اور چاہا کہ آذربایجان کو ہضم کرلین۔ مگر ترکون کے جلد فیصلے نے روس کی آنکھ کہولدی۔ اور راوت معلوم ہوا کہ ترکون نے بہت جلد اپنا انتظام درست کرلیا اور نہایت چالاکی سے آذربائجان پر بہی اپنی فوج روانہ کردی۔

دو سال ہوتے ہین کہ ترکی فوج ساوجبلاق پر قابض ہی روس۔ انگریز اس بہانے سے فراہم ہوکر دونو دولت نے استقلال ایران کا معاہدہ کیا ہی لہذا ہم آگے نہ بڑہنے دینگے۔ مگر چونکہ روس نے خلاف عہدی کرکے تبریز پر اپنی فوج روانہ کی لہذا ترکون نے بہی اوسکے جواب مین ساوجبلاق مراغہ پر فوج کشی کی۔ اب جبتک روسی فوج تبریز سے خارج نہوگی۔ عثمانی فوج بہی اپنا قدم نہ ہٹائیگی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اہل تبریز آہستہ آہستہ دولت عثمانی مین شامل ہوتے جائینگے کیونکہ یقین ہی اہل تبریز اگر خود اپنی حفاظت نہ کرسکینگے تو یقیناً۔ دولت عثمانی کو وہ دولت روس پر ترجیح دینگے۔ پہر یا خود ہا کے اتفاق سی روسیون سے پورا انتقام لینگے جس سی بجائے نفع روس کو نقصان عظیم ہوگا۔

ایران اور ترک مین فی الحال جسقدر اتحاد ہو رہا ہے اور ایک دوسری کا ہمدرد و شریک حال ہے۔ اس سے یقین کرنا چاہئے کہ وہ زمانہ بہت قریب ہی کہ دونو دولتون مین اتحاد ہو اور اسلامی اتحاد سی دونو قوم فائدہ اٹھائے۔ جسکے آثار ابہی سی نمایان ہین۔ چنانچہ مسٹر مکین ووڈ اسسٹنٹ وزیر خارجہ انگلستان نے بتاریخ ۲۶ مئی پارلیمنٹ

کے جواب مین بیان کیا کہ دولت روس کا بیان ہے ہم بہت جلد اپنی فوج تبریز سے ہٹا لینگے یا کم کر دینگے صرف اسکا انتظار ہے کہ کوئی حاکم منجانب دولت مقرر ہو کر انتظام صوبہ کیلئے آجائے ۔

یہ بھی بیان کیا کہ دولت روس ایک لاکھ یا پچاس ہزار لیرا شاہ کو قرض دینے والی ہے اگر لوازم ضروریہ مین صرف ہو ۔

مگر ہومبی کا تار مظہر ہے کہ ہنوز وزراء ایران اس قرض پر راضی نہین ہین نہ ان شرائط کو قبول کرتے ہین ۔

رسالہ الحق لاہور

تھوڑے زمانہ سے لاہور سے ایک پرچہ الحق شایع ہوتا ہے ۔ اس پرچہ کے مئی نمبر مین جناب حجۃ الاسلام نائب الامام مجتہد العصر والزمان فخر الحکما مولانا سید علی اظہر صاحب قبلہ کے بارے مین اڈیٹر صاحب رسالہ مذکورہ نے تحریر فرمایا ہے کہ آپنے کبھی دعوی اجتہاد نہین فرمایا ۔ عبارت مین تو اڈیٹر صاحب نے یہ پہلو رکھ لیا ہے کہ اگر کوئی شخص اسپر اعتراض کریگا تو یہ کہنے کا موقع رہیگا کہ جناب مولانا کے مجتہد ہونے سے ہمنے کب انکار کیا ہے ۔ ہم تو خود آپکو مجتہد مانتے ہین مگر جسطرح عام مجتہدین خود اجتہاد کا دعوی نہین کرتے بلکہ مومنین جنمین اجتہاد کی قابلیت دیکھتے ہین اوسکو مجتہد سمجھتے ہین ۔ اسیطرح جناب قبلہ و کعبہ گو مسلم الثبوت مجتہد ہین اور ہم بھی مانتے ہین مگر آپنے خود اجتہاد کا دعوی نہین کیا ۔ اور چونکہ وہ مقام دعوے اجتہاد کے بحث کا تہا اس وجہ سے ہمنے آپکے مدعی اجتہاد ہونیسے انکار کیا ۔

لیکن جو حضرات اس پرچہ کی حقیقت کو سمجھتے اور اسکے راز سے واقف ہین وہ اڈیٹر صاحب کے مقصود اصلی کو سمجھ گئے ہین کہ اس پیرایہ مین آپنے جناب قبلہ و کعبہ کے اجتہاد سے انکار کر کے ناظرین الحق کو اپنا ہم خیال کرنا چاہا ہے ۔

یہ پرچہ دراصل ایک نئے مدعی اجتہاد صاحب کی سرپرستی مین اونکے اجتہاد کو شایع کرنیکے لئے جاری کیا گیا ہے ۔ یہ نئے مدعی اجتہاد صاحب خود تو حقیقۃ جیسے ہین خیر مگر آپ ہین

یہ خصوصیت ہے کہ ہندوستان بھر میں سوائے اپنے اور کسی کو عالم یا مجتہد نہیں سمجھتے آپ اپنے جلسوں میں اکثر جناب مجتہد العصر مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ اور جناب مجتہد العصر فخر الحکما مولانا سید علی اظہر صاحب قبلہ کا ذکر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ لوگ مجتہد نہیں ہیں صرف سنیوں سے مناظرہ کرنا جانتے ہیں ۔ یہہ حضرت مذکورہ دونوں بزرگواروں کے علاوہ بھی لکھنؤ کے کسی مجتہد کو مجتہد نہیں مانتے بلکہ سبکو کہتے ہیں کہ یہ لوگ علمائے عراق کے مقلد ہیں ۔ بڑے افسوس کی بات ہے جو صاحب عراق میں رہتے تک نہ دیئے جائیں وہ ایسے حضرات کے اجتہاد سے انکار کریں جنکو علمائے عراق مجتہد سمجھیں جنکے لئے اونکے گھر بیٹھے اجازۂ اجتہاد بھیجیں جنکے وجود کو ہندوستان کیلئے رحمت سمجھیں اور جنکی تقلید کرنیکو مومنین ہندوستان کو ہدایت فرمائیں ۔

۲۷۹۸

راقم مرزا منظور حسن ۔ اکبری دروازہ لاہور ۔

اصلاح انسان رئیس ہو یا بادشاہ ۔ عالم ہو یا مجتہد اوسکو چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے کو اذل خلائق سمجھے اسیکا ہمارے ہادیان دین نے بھی اپنے افعال اور اقوال سے ہمکو حکم دیا ہے ۔ رہا معاملہ اجتہاد سو یہ نہ کسی مقام اور خاندان کے ساتھہ مخصوص ہے اور نہ زبانی دعوی و اشتہارات پر موقوف بلکہ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۔ جناب قبلہ وکعبہ کے تلامذہ کثرت ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے ہیں اور مجتہدین عراق و لکھنؤ تک آپکو مجتہد علی الاطلاق تسلیم کرتے ہیں مگر جناب دام ظلہم اسکے اعلان کبھی روادار نہیں ہوئے اور سچے مجتہدین گذشتہ و موجودہ کی بھی یہی روش رہی اور ہے ۔ اڈیٹر

سلطان المدارس لکھنؤ لکھنؤ میں ان دنوں ہیضہ اور فصلی تپ ولرزہ نے شور محشر بپا کر رکھا ہے پچاسوں آدمی روز مر رہے ہیں اور زندہ لوگ بھاگ بھاگ کر شہر خالی کر رہے ہیں نامی نامی اطبا تک نہیں بچتے ان امراض کی نذر ہو کر جان بحق تسلیم ہو رہے ہیں ایسی حالت میں غریب الوطن اور لاوارث طلبہ مدرسہ سلطان المدارس حسین آباد فریاد کر رہے ہیں مگر افسوس مہتممین مدرسہ کچھہ ایسے خواب غفلت میں پڑے سو رہے ہیں کہ اس قیامت کے وقت بھی مدرسہ کو کچھہ دنوں کیلئے بند نہیں کر دیتے در صورتیکہ ایسی حالت میں بڑے بڑے اسکول

حرمۃ الخمر

(گذشتہ سے پیوستہ)

کنت ساقی الیوم وکان فی القوم رجل یقال لہ ابوبکر فلما شرب قال تحی بالسلامۃ ام بکر۔ الابیات۔ فدخل علینا رجل من المسلمین فقال قد نزل تحریم الخمر الحدیث وابوبکر ھذا یقال لہ ابن شغوث فظن بعضھم انہ ابوبکر الصدیق ولیس کذلک لکن قرینۃ ذکر عمر تدل علی عدم الغلط فی وصف الصدیق فحصلنا تسمیۃ عشرۃ وقد قدمتہ فی غزوۃ بدر من المغازی ترجمۃ ابی بکر بن شغوب المذکور وفی کتاب مکۃ للفاکھی من طریق مرسل ما یشید ذلک من ۲۸ جلد ۵ فتح الباری

یعنی عبدالرزاق کی روایت مین جو معمر بن ثابت وقتادہ وغیرہ سے انس سے منقول ہے۔ یہہ ہے کہ شراب خوارون کی قوم مین گیارہ آدمی تھے جن روایتونکو مینے وارد کیا ہے اونسے سات آدمی کا نام تو معلوم ہوا (ابوطلحہ[1] ابوعبیدہ[2] ابی بن کعب[3] معاذ بن جبل[4] ابودجانہ[5]۔ سہیل بن بیضا[6] یہہ چھہ آدمی ہوے ساتوین شاید انس ہون) مگر روایت سلیمان تیمی مین جو انس سے منقول ہے۔ ابہام کیا گیا ہے (کسیکے نام کی تصریح نہین ہے) جو اس باب مین ہے۔ اور اوسمین یہ فقرہ ہے کہ ہم قائم تھے جی پیاور پلا رہے تھے اپنے چچا ونکو۔ جنمین لفظ عمومتی حالت کسرہ مین ہے کیونکہ وہ بدل واقع ہے جی سے۔ اور اونکو چچا اسلئے کہا کہ وہ سب سن مین انسے بزرگ تھے اور اکثر اونمین قبیلہ انصار سے تھے۔

اور غریب روایتونسے یہ ہے کہ ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین بطریق عیسی بن طہمان انس سے روایت کی ہے کہ ابوبکر وعمر بھی اون مین تھے (ابن حجر کہتے ہین) یہ حدیث منکر ہے۔ حالانکہ سند اسکی لطیف ہے۔ اور مین گمان کرتا ہون کہ یہ غلط ہو۔ کیونکہ ابونعیم نے حلیہ مین ترجمہ شعبہ مین عائشہ سے روایت کی ہے کہ ابوبکر نے حرام

کہاتہا شراب کو اپنی لنفس پر۔ پس دبی شراب جاہلیت مین نہ اسلام مین۔
اور محتمل ہے کہ اگر یہ حدیث محفوظ ہو کہ ابوبکر و عمر۔ ملاقات ابوطلحہ کو آئے
ہون اور شریک دورہ شراب نہون۔ بزار کے نزدیک ایک دوسری روایت
مین جسمین انس کہتے ہیں کہ مین ساقی قوم تہا اور قوم مین ایک مرد تہا جسکو
کہا جاتا جب اوسنے شراب پی۔ تو اوسنے وہ اشعار گانے شروع کئے جسکا پہلا
مصرع تحیٔ بالسلامۃ ام بکر ہے۔ اسکے بعد ایک مرد آیا مسلمانون سے
جسنے یہ خبر دی کہ شراب حرام ہو گئی الحدیث
اس ابوبکر کو ابن شغوب کہتے ہین جس سے لوگون نے گمان کیا کہ وہ ابوبکر صدیق
ہین حالانکہ ایسا نہین ہے۔
(رائے ابن حجر) لیکن قرینہ ذکر عمر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث غلط ہو جسمین
ابوبکر بصفت صدیق مذکور ہین۔ تو اب ہمکو دس آدمیونکے نام معلوم ہوئے
(۹ ابوبکر۔ عمر۔ ۱ ابوبکر بن شغوب) ابوبکر بن شغوب کا حال ہم کتاب المغازی کے
غزوہ بدر مین لکھ چکے ہین اور کتاب مکہ فاکہی مین بہی بطریق مرسل وارد ہے
جو اسکا موید ہے،، تمام ہوا ترجمہ فتح الباری
اب تو آپکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر بہی باین تقدس و کبریائی
اوس مجلس مین تشریف فرما ہین جہان حضرت عمر ہین اور ابو عبیدہ جراح۔ ابوبکر
صاحب کا نشہ ایسا تیز ہو رہا ہے کہ جب کیف پیدا ہو تو غزل تحیٔ بالسلامۃ
ام بکر گانے لگے جس سے اور بہی یقین ہوا کہ یہی ابوبکر صدیق تھے کیونکہ خود
ابوبکر ہین اور گیت گا رہے ہین ام بکر والی۔
اس تحقیقات ابن حجر نے آپکو اسکا بہی یقین دلا دیا ہو گا کہ بخاری صاحب
نے جو اس روایت مین اتنی حرفت کی اسلئے کہ کسیطرح ابوبکر صاحب کا نام
مخفی ہو جائے۔ مگر انکو کیا معلوم تہا کہ ابن حجر ایسا محقق شخص پیدا ہو گا جو
کوہ کندن وکاہ برآوردن پر عمل کرکے ان دس نامونکا پتہ لگا دیگا جنکے

ہیرو ابوبکر و عمر صاحبان ہین۔

طہارت شراب اب دوسرا لطیفہ سنئے کہ اللہ ہے کو سوجھے بڑا ایچ۔ یہان یارون نے ایک دوسرا لطیفہ پیدا کیا کہ شراب نجس نہین ہے کیونکہ اگر نجس ہوتی تو مدینہ کی گلیون مین کیونکر بہائی جاتی۔ ابن حجر لکھتے ہین قال القرطبی تمسك بهذه الزيادة بعض من قال ان الخمر المتخذة من غير العنب ليست بنجس لانه نهى عن التخلي في الطرق فلو كانت نجسة ما اقرهم على اراقتها في الطرقات حتى تجري فتح الباری صہ کہا قرطبی نے کہ جو لوگ اسکے قائل ہین کہ شراب انگور کے سوا دوسری شراب نجس نہین ہے اونہون نے اس حدیث کو اپنی دلیل قرار دیا کیونکہ حضرت نے منع فرمایا کہ لوگ راہ مین پاخانہ پھرین پس اگر یہ شراب نجس ہوتی تو ہرگز حضرت اسپر تقریر نہ فرماتے کہ یہ لوگ شراب کو گلیون مین بہا ئین یہانتک کہ بجائے۔

اس سے بڑھکر علماء اہلسنت کی کیا بلند پروازی ہوسکتی ہے کہ صحابہ نے شراب کو گلیون مین بہا دیا تہا۔ انلوگون نے یہ نکالا کہ شراب طاہر ہے نجس نہین۔ حالانکہ ان حدیثون مین نہ کہین یہ مذکور ہے کہ حضرت نے اسکا حکم دیا تھا یا حضرت کو اسکا علم ہی ہوا تہا یا نہین۔ ابن حجر اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ چونکہ شراب کے بہانے سے اشاعت حرمت خمر مقصود تھا لہذا یہ گوارا کیا گیا کہ گلیان مدینہ کی نجس کی گئین۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ شراب وہان گرائی گئی ہو جہان کی گلیان ایسے مواقع پر واقع ہون کہ شراب بہکر کسی نالی یا وادی مین گری ہو۔

بہر حال یہ جملہ معترضہ تہا ورنہ اصل مقصود اثبات شرابخواری اکابر صحابہ ہے جو بخوبی ثابت ہوا کہ ابوبکر۔ عمر۔ ابو عبیدہ۔ جو سقیفہ مین جاکر بانی خلافت ہوئے وہ سب ایک ہی شرابخانہ مین ہین۔ اور ابوطلحہ یہ وہی شخص ہین جنکو عمر صاحب نے قصہ شوری مین پچاس سوارون کے ساتھ مقرر کیا تہا کہ اگر کوئی اونکے خلاف کارروائی کرے تو اوسکی گردن اوڑا دینا۔

ہان یہ بات بہی یہان ظاہر ہوئی کہ حضرت عمر کی شرابخواری ایسی کہلی ہوئی حالت مین تہی کہ اوسکے اخفا کی بھی ضرورت نہ تہی بخلاف ابوبکر صاحب کے جنکے لئے یہ روایت بنائی گئی کہ اونہون نے قبل از اسلام شرابخواری چہوڑ دی تھی۔ مگر خیریت یہ ہے کہ راوی اسکی حضرت عائشہ ہین جنہون نے اس پیر مغان کے تقدس و اربنانے مین کوئی کسر نہ اوٹہا رکہی لیکن جہوٹہہ جہوٹہ ہی ہے سچ سچ ہے خود علمائے اہلسنت کو اقرار کرنا پڑا کہ حضرت ابوبکر بھی اوسی شراب خانہ مین تھے جہان عمر صاحب و ابو عبیدہ اوڑا رہے تھے۔

حضرت عمر کے انصاف اور شرابخواری مین کچھ ایسے مزہ دار روایتین ہین کہ سنتے ہی نشہ تیز ہو فتح الباری مین ہے قال البیہقی اشار الی روایۃ سعید بن ذی لعوہ انہ شرب من سطیحۃ لعمر فسکر فجلدہ عمر قال انما شربت من سطیحتک قال اضربک علی السکر صلا۳ جلدہ

یعنی ایک شخص تہا سعید بن ذی لعوہ اوسنے عمر صاحب کے سطیحہ (کوزہ سفری) سے پی لی جس سے اوسکو نشہ ہوا۔ عمر صاحب نے اوسکو مارنا شروع کیا تو اوسنے کہا ہمنے تو تمہارے ہی سطیحہ سے پیا ہے۔ عمر نے کہا ہمنے اسوجہ سے مارا ہے تجہے نشہ ہوگیا تہا اس سوال و جواب سے آپکو معلوم ہوگا کہ حضرت عمر کس ضبط کے آدمی تھے کہ دوسرے نے جو اونکا پانی پیا تو اوسے فوراً نشہ ہوگیا۔ مگر حضرت عمر اوسکو ضبط کرتے رہے۔ ابن حجر صاحب نے اس روایت مین کچھ قدح بہی کرنا چاہی۔ مگر کامیاب نہو سکے۔ اسلئے دوسری حدیث لائے جسکے نسبت فرماتے ہین کہ یہ روایت بہت صحیح ہے لکھتے ہین ثم ذکر البیہقی الاحادیث التی جاء فی کسر النبیذ بالماء منہا حدیث ہمام بن الحرث عن عمر انہ کان فی سفر فاتی بنبیذ فشرب منہ فقطب ثم قال ان نبیذ الطائف لہ عرام بضم المہملۃ وتخفیف الراء ثم دعا بماء فصبہ علیہ ثم شرب وسندہ قوی وھو اصح شیء ورد فی ذلک صہ ۳۲۲

یعنی بیہقی نے یہان اون حدیثونکو ذکر کیا ہے جسمین یہ حکم ہے کہ نبیذ کی تیزی کو پانی سے کم کرنا چاہیئے جسمین ہمام بن حرث سے روایت ہے کہ عمر صاحب ایک سفر مین تھے اونکے پاس نبیذ لائی گئی تو اونھونے پیا اوس سے جس سے وہ ترش رو ہوئے اور کہا کہ نبیذ طائف مین تیزی ہوتی ہے پھر پانی منگایا اور ڈالا اوسپر بعدہ نوش کیا۔ اس حدیث کی سند بہت قوی ہے اور سب سے زیادہ صحیح اس بارہ مین وارد ہے۔

بیہقی وغیرہ کا استدلال تو یہ ہے کہ نبیذ کو اسطرح پینا چاہیئے کہ پانی ملا کر اوسکا نشہ کم کر دیا جائے۔ کیونکہ حضرت عمر نے ایسا کیا ہے۔ مگر ہماری غرض صرف اثبات شرابخواری ہے کہ خلیفہ دوم شراب پیتے تھے جسکو آپنے بخوبی ملاحظہ کیا اب جو لوگ حضرت عمر کی امت سے ہونگے وہ جسطرح چاہین پئین۔ کیونکہ اور لوگ تو شرارت نفس سے پیا کرتے ہین اور یہ لوگ سنت عمری سمجھکر مزہ لیتے ہیں۔

اب آپ ہی انصاف کیجیئے کہ پھر عربونسے عموماً اور مسلمانوں سے خصوصاً شرابخواری کیونکر چھٹتی جب کہ خود خلیفہ اسطرح پیا کرتے۔ ایسونکے ہاتھ شریعت اسلام کیا رواج پاتی جو خود محرمات شرعیہ بلکہ ام الخبائث کا استعمال کرتے۔ سبحان اللہ کہان خدا اور رسول کا وہ اہتمام کہ مکرر آیتین نازل ہوئین حضرت نے برملا شرابیونپر حد جاری کی یہانتک کہ خود عمر صاحب پر بھی مار پڑی۔ اور یہان یہ سامان کہ گھر تو گھر سفر میں بھی شراب اوڑتی ہے۔ اور علمائے اہلسنت کی یہہ ایمانداری کہ اونھین حضرت عمر کے فعل کو سند لاتے ہین کہ اگر شراب تیز ہو تو تھوڑا سا پانی ملا لینا چاہیئے۔

اب یہان دوسری روایت سنئے کہ عمر صاحب کو شرابخوارون کی کیسی حمایت منظور رہا کرتی کہ مسند ابو حنیفہ مین ہے ابوحنیفہ عن حماد عن ابراہیم عن عمر بن الخطاب اتی باعرابی قد سکر فطلب لہ عذرا فلما اعیا قال احبسوہ فان صحی فاجلدوہ ودعا عمر بفضلہ ودعا بماء فصبہ

علیہ فکسرہ ثم شرب وسقی جلساؤہ ثم قال ھٰکذا فاکسروہ بالماء اذا علبکم شیطانہ۔

یعنی عمر بن الخطاب کے پاس ایک اعرابی کو لائے جو نشہ سے چور تہا عمر نے اوسکے لئے عذر تراشنا شروع کیا جب ہر طرح عاجز ہوئے تو کہا اسکو قید کرو اگر ہوشیار ہو گا تو حد جاری کرو۔ اوسکے بعد عمر نے اوسکی جوٹہی شراب منگائی اور پانی ملا کر نشہ اوسکا کم کیا اور خود پی اور شرکاء جلسہ کو پلایا اور کہا اسیطرح پانی ملا کر اسکا نشہ کم کر دیا کرو اگر اوسکا شیطان تمپر غلبہ کرے۔

اس روایت کو ملاحظہ فرما کر نتیجہ نکالئے کہ خلیفہ مروج شریعت اسلام ہین یا مروج شرع جاہلیت کہ جب وہ اعرابی جرم شرابخواری مین گرفتار ہو کر آیا تو اونہوں نے عذر تراشنا شروع کیا کہ کوئی عذر ایسا نکل آئے جس سے یہ حد سے محفوظ رہے کیا یہی شان ہے خلیفہ رسول کی کہ مجرم کی طرفداری کرین؟ جب ہر طرح عاجز ہوئے اور کوئی عذر نہ ملا تو حکم دیا کہ قید کرو یہانتک کہ ہوشیار ہو۔ اوسکے بعد اوس کی جھوٹی شراب منگائی اور پانی ملا کر پی اور سبکو پلایا اور کہا اسیطرح اسکے تیزی توڑ لیا کرو۔ پھر بتائیے شرابخواری کو کیون نہ رواج ہو اور مدعیان اسلام کیون نہ اسمین مبتلا ہون کہ اونکے خلیفہ اسطرح کی ہدایتین کر رہے ہین اور خود پی رہے ہین اور پلا رہے ہین۔

اعرابی چونکہ گنوار تھا اور صحرا کا باشندہ تہا اس مکر و فریب کو کیا جانے کہ شراب مین تہوڑا سا پانی ملا لینے سے وہ حلال ہو جاتی ہے اسلئے خلیفہ دربردہ اوسکی تعلیم کر رہے ہین کہ تہوڑا سا پانی ملا کر پی لیا کرو۔ کیونکہ شریعت اسلام نے شراب کو حرام کر دیا ہے اور تم مسلمان ہو ہم بہی مسلمان ہین ظاہر بظاہر تو اسکے خلاف نہین چل سکتے۔ مگر آئندہ سے خیال رکہنا کہ تیز شراب ہو تو تہوڑا پانی ملا لیا کرو۔ اوسکی تیزی بہی کم ہو گی اور خنک بہی ہو جائیگی۔

یہان سے آپکو یہ بہی معلوم ہو گا کہ صحابہ نے جو ایسے ایسے لوگونکو خلافت کے لئے

منتخب کیا تو کس غرض سے اور جناب امیرؑ و اہلبیت طاہرین سے جو منحرف ہوئے
کس غرض سے ؟ اسی قسم کی بیجا خاطرداریوں اور احکام شریعت کے التوا و
تعطیل کیوجہ سے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے اگر خلافت اس ہاتھ مین گئی اور یہ لوگ
خلیفہ ہوئے تو پھر پوری پوری شریعت کا رواج ہوگا کوئی امر خلاف شرع
نہ ہونے پائیگا نہ شرابخواری کر سکینگے نہ زناکاری۔ نہ کسی کا مال ناجائز طور پر
لے سکینگے نہ ناجائز حکومت کر سکینگے۔ بلکہ جو کچھ ہوگا موافق کتاب و سنت اسی
لئے ہمیشہ یہی فکر رہی کہ خاندان رسالت مین خلافت نہ جانے پائے پھر کوئی خلیفہ
ہو کیونکہ وہ تو ہمیشہ ہماری سازش مین رہیگا۔

اس خیال کو خود خلیفہ دوم نے ظاہر ہی کر دیا چنانچہ علامہ ابن عبد البر کتاب
استیعاب مین لکھتے ہین عن عبد اللہ بن عمر قال قال عمر لاھل الشوریٰ
للہ درھم ان ولوھا الاصیلع کیف یحملھم علی الحق ولو کان السیف
علی عنقہ فقلت اتعلم ذلک ولا تولیہ قال ان لم استخلف فاترکھم
فقد ترکھم من ھو خیر منی ص ۴۲۴ جلد ثانی مطبوعہ حیدرآباد دکن

یعنی عبد اللہ بن عمر کہتے ہین کہ عمر نے بروز شوریٰ کہا خدا کے لئے انکی بھلائی اگر
والی خلافت کرین اصیلع کو (اشارہ ہے طرف جناب امیرؑ کے حضرت کا خطاب
اصیلع تھا بغض رسولؐ) کہ کیونکہ انکو اٹھائیگا حق پر اگرچہ تلوار ہو اونکی گردن پر
عبد اللہ بن عمر کہتے ہین کہ مینے کہا اپنے باپ عمر سے کہ آپ ان باتونکو جانتے ہین اور پھر
اونکو خلیفہ نہین کرتے۔ تو عمر نے کہا اگر ہم کسیکو خلیفہ نہ کرین اور یونہی چھوڑ دین
تو اوس شخص نے بھی چھوڑا ہے جو بہتر تہا مجھسے۔

دیکھئے حضرت عمر کس طرح اظہار حق کر رہے ہین کہ جناب امیرؑ کو یہ لوگ خلیفہ
بنائین تو حضرت کسطرح اونکو مجبور کرینگے تعمیل احکام حقہ پر۔ تو اب یقینا معلوم ہوا
کہ حضرت کی خلافت کو نہ قبول کرنا اسی غرض سے تہا کہ کسی طرح باطل کو رواج
ہو اور حق مخفی رہے۔

یہان قلم مجبور کرتا ہے کہ قصۂ ابو شحمہ کو یہین پر مین لکھدون جسکا پہلے
وعدہ کیا تھا کیونکہ وہ خلیفۂ دوم کا فرزند ارجمند ہے شرابخواری مین مبتلا ہوا
ہے۔ محکمۂ شرع مین لایا گیا ہے کہ حد اوسپر جاری کی جائے۔ وہ ایک ایسی بات
کر رہا ہے کہ سبکی زبان بند ہوتی ہے کوئی جواب نہین دے سکتا بجز اسکے کہ
جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہی جواب دین اور حد شرعی جاری کرین۔
پس جب حضرت کی یہ حالت تھی کہ خود خلیفہ کے بیٹا پر بے تامل حد جاری کیا تو
اور کوئی شخص کس حساب مین تھا پھر کیونکر ممکن تھا کہ وہ صحابہ جو شراب کے
اس درجہ عادی تھے حضرت کی خلافت قبول کرتے اور اپنے ہمجنس لوگونکو
چھوڑ دیتے۔

ازالۃ الخفا مین ہے کان لعمر ابن یقال لہ ابو شحمہ فاتاہ یوما فقال
انی زنیت فاقم علیّ الحد قال زنیت قال نعم حتی کرر علیہ
ذلک اربعا قال وما عرفت التوهم قال بلی قال معاشر المسلمین
حدوہ فقال ابو شحمہ معاشر المسلمین من فعل فعلی ہذا فی جاہلیۃ او
اسلام فلا یحدنی فقام علی بن ابیطالب قال لولدہ الحسن فاخذ
وقال لولدہ الحسین فاخذ بیسارہ ثم ضرب ستۃ عشر سوطا فاغمی
علیہ ثم قال اذا وافیت ربك فقل ضربنی الحد من لیس للہ فی جنبہ
حد ثم قام عمر حتی اقام تمام المائۃ سوطا فمات من ذلك [illegible]
یعنی عمر کا ایک بیٹا تھا جسکا نام ابو شحمہ تھا اوسنے آکر اپنے باپ سے کہا کہ ہمنے زنا کیا ہے
ہمپر حد جاری کرو پوچھا گیا تونے زنا کیا ہے [illegible] یہ سوال وجواب ہوا اوسپر
عمر نے کہا اے گروہ مسلمین اسپر حد جاری کرو [illegible] ابو شحمہ نے کہا اے [illegible]
جسنے ہمسے یہ کام کیا ہے زمانہ جاہلیت [illegible] وہ حد نہین جاری کر سکتا
پس اوٹھے جناب امیرالمومنین اور فرمایا اپنے فرزند امام حسن سے [illegible] پکڑ لیا
حضرت نے داہنا ہاتھ اوسکا پھر امام حسین سے فرمایا حضرت نے بایان ہاتھ اوسکا

فضائل ساقی کوثر بزبان حضرت عمر

عموماً حنفیون کا یہہ عقیدہ ہے کہ افضل ناس بعد جناب رسالتمآب حضرات ثلثہ گذرے اور حضرت علی مرتضےٰ کو جسطرح خلافت ظاہری مین چوتھا نمبر دیا گیا اوسی طرح اونکے فضائل و مناقب بھی ان حضرات سے کم ہین چنانچہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بعض یادگاران بنی امیہ اب بھی معاویہ شاہی زمانہ سمجھ لیا کرتے ہین۔ اور کہلے الفاظ جناب امیر کی شان مین وہی الفاظ استعمال کرجاتے ہین جو اونکے جد بزرگوار نے بتائے تھے خیر وہان تو شام کی گورنری نے خاندان رسالت سے علحدگی پر مجبور کیا تھا مگر آجکل جبکہ انگریزی سایہ اور ہندوستان کی سرزمین مین بحیثیت رعایا رہکر وہ نکے مقلدین کو اکرو زمرجاتا ہے تو خواہ مخواہ کیلئے اہلبیت رسولؐ کی شان مین نامہذب الفاظ استعمال کرنا اگر اپنی بربادی عاقبت اور ہٹ دہرمی نہین تو کیا ہے ان کورباطنون کو یہ بھی سوجہائی نہین دیتا کہ دیگر صحابہ و محدثین جو کچھ فضائل جناب امیر المومنین کی نقل فرما رہے ہین اگر اونسے درگذر ہی کیا جاوے تو سوا اعظم کے خلیفہ دوم حضرت عمر نے جن جن فضائل و مناقب کا اظہار کیا ہے اوسکو بغور دیکھین اور اوسی سے سبق حاصل کرین۔ وہان تو آواز بلند یہ کہا جاتا ہے لولا علیٌ لھلک عمرُ۔ یعنی اگر جناب علیؑ نہ ہوتے تو حضرت عمر کا وجود بھی دنیا مین نرہتا۔ اور یہان یہ شور کہ حضرت عمر سے بہتر اور افضل جناب علیؑ ہو ہی نہین سکتے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اسلام نے یہہ غلط اصول قائم ہی نہین کیا اور خود حضرت عمر نے بھی اپنی ظاہری پالیسی ایسی نرکھی چنانچہ ذیل کی چند روایات و اقوال حضرت عمر اس امر کی کافی دلیل ہین انصاف پسند حضرات اسے ملاحظہ فرمائین اور بالخصوص چند اڈیٹران اخبار تو حضرت خلیفہ کی روایات و اقوال کی عزت کرین۔

(۱) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اکتسب مکتسب مثل فضل علیؑ یہدی صاحبہ الی الھدیٰ و یرد عن الردی (اخرجہ الطبرانی)

عمر ابن الخطاب سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ کسی شخص نے علی کے مثل فضل کا اکتساب نہین کیا وہ اپنے دوست کو ہدایت کی راہ دکہاتا ہے اور برائی سے پہیرتا ہے۔

(۲) عن عمر بن الخطاب قال ان رسول اللہ صلعم قال لعلی انت اول المؤمنین معی ایماناً و اعلمہم بایات و اوفاہم بعہد اللہ و اروفہم بالرعیۃ و اقسمہم بالسویۃ و اعظمہم عند اللہ منزلۃ (اخرجہ احمد) عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ آنحضرت جناب رسول خدا صلعم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تم سب لوگوں سے پہلے میرے ساتھ ایمان لانیوالے ہو۔ اور تم ان سب سے خدا کی آیتوں کے زیادہ جاننے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنیوالے ہو اور ان سب سے رعیت کے ساتھ زیادہ مہربانی کرنیوالے ہو اور ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے رتبے والے ہو۔

(۳) عن سعید بن المسیب قال کان عمر یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا ابوالحسن (اخرجہ احمد) سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر خدا کی طرف پناہ مانگتے تھے اوس مشکل امر سے جس میں جناب ابوالحسن نہوں۔

(۴) عن ابن عباس رضی اللہ تعالی قال خطبنا عمر فقال اقضانا علی۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ہمکو خطبہ سنایا اور کہا کہ ہم میں بڑے قاضی علی ہیں۔

(۵) عن یحیی بن عقیل قال کان عمر یقول لعلی اذا سالہ ففرج عنہ لا ابقانی اللہ بعدک یا علی (اخرجہ الجعدی) یحیی بن عقیل کہتے ہیں کہ حضرت عمر جناب علی علیہ السلام سے کچھ پوچھا کرتے اور اونکے جواب سے خوش ہوتے تو فرماتے تیرے بعد یا علی مجھے خدا زندہ نرکھے۔

(۶) عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب لقد اعطی علی ثلاث خصال لان یکون فی واحدۃ منہن احب الی من ان اعطی حمر النعم فسئل ما ہی قال تزوجہ ابنتہ فاطمہ و اسکنہ المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حل لہ مالا یحل لغیرہ والرایۃ یوم خیبر (اخرجہ احمد و ابو یعلی و الحاکم فی المستدرک) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں حاصل ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک وہ سرخ پشم والے اونٹوں سے بھی زیادہ تر محبوب ہوتے کسی نے اونسے سوال کیا وہ کیا باتیں ہیں کہنے لگے آنحضرت صلعم کا (۱) اپنی بیٹی جناب فاطمہ (صلواۃ اللہ علیہا) سے انکا نکاح کرنا

(۳) اور مسجد مین اپنے ساتھہ انکو رکہنا کہ جو بات مسجد مین انکے لیے جائز تھی انکے سوا ... کسی
کسیکو جائز نہین تھی ... اور خیبر کے روز علم دیا جانا۔

(۷) عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب ... علی فانی سمعت رسول
صلعم ... علی ثلث خصال لان تکون واحدة منهن احب الیّ مما
طلعت علیه الشمس کنت انا وابوبکر وابو عبیدة ... نفر من
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... ویبغضک
(اخرجه الحسن بن ... والشیرازی فی
الالقاب ... فی کنز العمال ... فی المواهب
ومحب الطبری فی الریاض النضرة فی فضائل العشرة) ابن عباس سے روایت
ہے کہ عمر بن الخطاب کہنے لگے کہ ... جناب ... صاحب کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی مین
ایسی تین باتین ہین کہ اگر ایک بہی مجھے حاصل ہوتی تو سب اون چیزون سے جنپر آفتاب طلوع
ہوتا ہے مین اسکو بہتر سمجھتا۔ مین اور ابوبکر اور ابوعبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب جناب
رسولخدا کے حضور مین حاضر تھے اور حضرت جناب علی کے سینے ساتھہ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے
کہ حضرت نے جناب علیؑ کے کندھے پر ہاتھہ مارکر ارشاد فرمایا کہ اے علی تو (۱) سب مومنون سے ایمان
لانے مین پہلا ہے اور (۲) سب مسلمانون سے اسلام لانے مین مقدم ہے اور (۳) تو مجھسے
بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے ۔ وہ شخص جھوٹھہ بولتا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھسے محبت رکہتا ہے
درانحالیکہ تجھسے بغض رکہتا ہو۔

(۸) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلعم علی منی بمنزلة هارون
من موسی الا انه لا نبی بعدی (اخرجه الخطیب والمتقی فی کنز العمال)
عمر بن الخطاب کہتے ہین کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلعم نے کہ علی مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے
... [illegible] ...

(۹) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلعم یوم خیبر لاعطین الرایۃ لرجل یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ کرار اغیر فرار یفتح اللہ علیہ جبرئیل عن یمینہ و میکائیل عن یسارہ فبات الناس متشوقین فلما اصبح قال این علیؑ قالوا یا رسول اللہ ما یبصر قال ائتونی بہ فلما اتی بہ فقال النبی صلعم ادن منی فدنا منہ فتفل فی عینہ و مسحہما بیدہ فقام علی من بین یدیہ کانہ لم یرمد (اخرجہ المتقی فی کنز العمال) حضرت عمر روایت کرتے ہین کہ خیبر کے روز آنحضرت صلعم نے فرمایا ہم علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اوسکا رسول اوسکو دوست رکھتا ہے۔ وہ حملہ کرنیوالا ہے بہاگنے والا نہین۔ خدا اوسکو فتح دیگا جبرئیل اوسکے داہنے اور میکائیل اوسکے بائین ہوگا۔ لوگ رات کو اشتیاق مین رہے جب صبح ہوئی حضرت نے فرمایا علی کہان ہین لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اونکی آنکہین دکہ رہی ہین۔ فرمایا اونہین میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا میرے قریب آؤ وہ حضرت کے پاس گئے حضرت نے اپنا لعاب دہن اونکی آنکہون مین لگایا اور اپنے ہاتہون سے انکو چہوا علی اوٹہ کہڑے ہوئے گویا کہ اونکی آنکہین دکہتی ہی نہ تہین۔

(۱۰) عن عمر بن الخطاب قال نصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم علیاً فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ و اخذل من خذلہ وانصر من نصرہ اللہم انت شہیدی علیہم قال عمر وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح فقال لی یا عمر لقد عقد رسول اللہ صلعم عقدۃ لا یحلہ الا منافق فاحذر ان تحلہ قال عمر فقلت یا رسول اللہ انک حیث قلت فی علیؑ کان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال کذا و کذا قال نعم یا عمر انہ لیس من ولد آدم لکن جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ما قلتہ فی علی (اخرجہ علی بن شہاب الدین الہمدانی فی کتابہ مودۃ القربی)

حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو کھڑا کرکے
ارشاد کیا جس کا مین مولا ہون پس اوسکا علی مولا ہے - اے میرے پروردگار دوست رکھ
اوسے جو دوست رکھے اسکو اور دشمن رکھ اوسے جو اسے دشمن [illegible] اور چھوڑ دے اوسے
جو اسے چھوڑ دے اور نصرت دے اوسے جو اسے نصرت دے - اے پروردگار تو میرا اسپر
گواہ ہے - عمر کہتے ہین میرے پہلو مین ایک نوجوان خوبصورت پاکیزہ خوشبو [illegible] ایک
شخص) کہڑا تہا مجھسے کہنے لگا اے عمر البتہ سرور دین پناہ صلعم نے ایک ایسی گرہ لگائی ہے کہ [illegible]
کے سوا کوئی اسکو نہین کہولیگا پس تو اسکے کہولنے سے ڈرتا رہ - عمر کا بیان ہے
کہ مین نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا یا رسول اللہ [illegible] السلام کے
[illegible]
اوسنے [illegible]
وہ جبرئیل علیہ السلام تہے اور حضرت کی گرہ [illegible] جو انہون نے علی
نسبت کہا تہا مسلمانو ان احادیث کو ذرا گوش دل سے پڑہو اور سوچو کہ جس مقدس
وجود کے بارہ مین اسطرح تاکیدی الفاظ رسول اللہ فرماتے ہون - یون جناب جبرئیل متنبہ
کرتے ہون - اور خود حضرت عمر جسکا نام [illegible] ہون [illegible] معتقد ہون اسکی شان اب بہی
کمینہ اور ناپاک الفاظ استعمال کئے جاوین جسکے نقل کی بہی جرأت نہین ہوسکتی - اور تم
ہو نہین [illegible] بیٹھے ہوے سنو بلکہ اپنی گروہ کا مذہبی لیڈر سمجھ سکیا [illegible] غلط ہے - کیا
عبد الشکور ایڈیٹر النجم یا میرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ یا ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث کے الفاظ تمنے نہین
دیکہے - ہو کیا باوجود ایسے کہلے الفاظ کی تم اونکی وقعت نہین کرتے - واقعات کہلے ہوئے
ہین - تمہارا تمام سکوت پتہ دیرہا ہے اور تمہین اسکی اچہی طرح خبر ہی ہے - مگر کیا کہون تمہین
شائیم خاندان رسالت کی بے آبروئی مین مزا ملتا ہے اور تم ان باتون سے خوش ہوتے ہو -
ورنہ اگر تمہین اسلام کا درد ہے - جناب رسول خدا روحنا فداہ کی وقعت ہے صحابہ
کی عزت ہے - تو سوچو کہ یہ بات کہانتک تمہاری مفید ہوسکتی ہے اور کسوقت تک دایرہ
اسلام مین رکہہ سکتی ہے - اگر شیعون کی دل آزاری کا یہ طریقہ نکالا گیا ہے تو اونکا اسمین

کیا نقصان ہوسکتا ہے۔ ان الفاظ نجس سے اہلبیت رسالت کی عزت و محبت اونکے دلون سے نہین نکل سکتے۔ پیشوایان دین کے بُرا کہنے سے وہ بد اعتقاد نہین ہوسکتے۔ وہ سچے دل سے ایمان لائیون مین ہین۔ وہ آیات خدا کی وقعت فرض جانتے ہین۔ اونہین واجب الاطاعت جانتے ہین۔ اور انبیا و آئمہ کو خدا کی نشانیان سمجھتے ہین۔ احادیث نبوی پر اونکا ایمان ہے خلاف واقعہ وہ کچھ نہین کہتے۔ البتہ موضوع احادیث کی وقعت نہین کرتے۔ بلکہ اون سے نفرت کرتے ہین۔

اسی آخری حدیث ہذا کو دیکھو اسی کے الفاظ پر نگاہ کرو اور تھوڑا انصاف بھی دل مین کرو۔ تمہاری ہی کتابین تمہارے لیے بس ہین۔ تمہارا ہی قرآن تمہارے لئے کافی ہے۔ اوس نے اپنے کلام مین متنبہ کردیا ہے۔ اوسکی یہ آیت اسی کتاب مقدس مین موجود ہے۔ اسکو دیکھو اور عبرت حاصل کرو جو اپنے حبیب کے ذریعہ عالم مین پہونچا رہا ہے اور صاف صاف کہہ رہا ہے۔ قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث فاتقوا اللہ یا اولی الالباب لعلکم تفلحون۔

راقم محمد اسحاق الحسینی باروی از پٹنہ

غفلت

مطلب نہ سرنوشت کا سمجھا تو شکر کر دیوانہ ہو جو حال قضا و قدر کھلے

عموماً غفلت کی مذمت کی گئی ہے مگر مین اسکو خداوند عالم کی سب سے بڑی رحمت سمجھتا ہون دنیا جسکو بعض ناعاقبت اندیش اور کوتاہ بینون نے خوشی کی جگہہ سمجھ لی جیسا کہ ایک شاعر کا قول ہے ؎ زندگی خوب ہے دنیا مین مگر دل حسینون سے گرفتار بھی ہو۔ اُسکی حقیقت پر بچشم غور نظر کیجائے تو ایک نہایت ناگوار سین پیش نظر ہوتا ہے۔ جسکو ہم باغ سمجھے تھے وہ ایک بہت آزار دہ خارستان ہے۔ جسکو ہم خوشی سمجھے تھے وہ حد درجہ کا غم والم ہے۔ جسکو ہم حسن سمجھے تھے وہ فقط ایک نہایت خام رنگ ہے جو دو گھنٹون کی بیماری سے دُھل جاتا ہے۔ علی ہذا القیاس تمام خوبیان درحقیقت یا تو کچھ نہین یا اسکی برعکس ہوتی ہے۔ پھر ان حقیقتون کا اظہار اگر عموماً ذہنون مین ہو جائے تو کیا نتیجہ [illegible]۔

کاشتکار اپنی زراعت سوداگر اپنی تجارت - زاہد اپنی ریاضت وکیل اپنی وکالت چھوڑکر
مایوسانہ زندگی بسر کرنے لگے وہ بھی کتنے دن - ایسی زندگی زیادہ پایندہ تو ہو نہین سکتی
آخر کار تمام نظام عالم درہم وبرہم ہو جائے - وہ کون سی چیز ہے جو اس اصلی نتیجہ کو دل
مین آنے نہین دیتی ؟ وہ غفلت ہے - مرغوب غفلت

یہہ سب جانتے ہین کہ موت ایک دن ضرور آنیوالی ہے - ہمارے بزرگون مین سے
کسیکو حیات جاوید عطا نہین ہوئی - مگر سامان سعی وتلاش کو دیکھو تو ہرگز خیال مین بھی
نہین آتا کہ یہ شخص مرنے والون مین سے ہے - دنیا کا کاروبار نہایت زورون پر اسی -
غفلت کی برکت سے چل رہا ہے - اسکی وزیر اعظم امید ہے جو ہر غیر موجود نعمت کو تصور
کی آنکھون کے سامنے لاموجود کر دیتی ہے - مثل مشہور ہے کہ دنیا بامید قائم - اسکو
بھی دیکھو تو سراسر معین غفلت ہے عالم غیب پر دسترس تو خاک نہین مگر ایسا دکہاتی
ہے کہ وہان خزانون کی سب کنجیان میرے ہی ہاتھہ مین ہین - یہہ ایک عجیب مسئلہ ہے
کہ اس نظام عالم کے بقا کی بنیاد جن چیزون پر ہے وہ نہایت بری ہین علم اخلاق
اُنکی برائی بیان کرتا ہے رسم ورواج اُنکو مذموم بتاتا ہے - خود خلقت انسانی جس چیز
سے ہے وہ کسقدر نجس وناپاک ہے جو فعل باعث توالد وتناسل وبقاے عالم ہے
وہ اسقدر شرمناک سمجھا گیا ہے کہ بعض اہل لغت نے اُسکو اپنی کتاب مین درج کرنا
نہین کیا - کسی مہذب شخص کی زبان پر وہ لفظ انہی سکتا مگر پھر بھی مدار عالم اُسی پر
ہے اور اتنی بڑی نعمت سمجھی گئی ہے کہ بہشت بھی اس سے خالی نہ رکھی گئی - اسی
طرح غفلت ایسی مذموم خصلت باعث بقاے عالم ودواے ہر غم ہے - اور فطرت انسانی
مین اس طرح ضم ہے کہ ہر خیال کو رفتہ رفتہ کھینچکر اپنے بے انتہا عمیق تہخانے مین ڈالدیتی ہے
حالت خوشی مین تمام ناگوار خیالات کو دور بہگا دیتی ہے اور حالت غم مین آہستہ آہستہ
اُس خیال کو دل سے چھیل ڈالتی ہے جو سوہان روح ہوتا ہے - اگر انسان اپنے
غم کو ہر دم یاد رکھتا تو مجنون ہو جانے مین کوئی جائے تعجب نہ تھا اگر یہ فرشتہ رحمت
سایہ فگن ہوکر اس محبوب اور مرغوب شی کو جسکی جدائی کا خیال بھی تکلیف دہ ہوتا

تھا اسطرح سے دل سے نکال ڈالتی ہے کہ گویا کبھی تھی ہی نہین ۔ نیند جسکو تمام دنیا نے راحت انسانی کا مرکز مانا ہے کیا ہے ۔ وہی غفلت حقائق الموجودات سے چشم پوشی ۔

جسطرح سے کہ حیوانات کو ہوا کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تو وہ ہر گوشۂ عالم مین بکثرت موجود ۔ پانی کی ضرورت اُس سے کم ہے تو دنیا مین تین ربع ۔ اور غذا کی ضرورت ان دونو سے کم ہے تو وہ اور بھی قلیل مقدار مین پایا جاتا ہے ۔ اسیطرح غفلت کی کثرت یہ ظاہر کرتی ہے کہ اُسکی سب سے زیادہ ضرورت عالم ارواح مین ہے ۔ مگر انسان مین جو مادہ افراط و تفریط کا ہے اُسکو باقاعدہ رکھنے کے لئے اتنے مذاہب اور اتنے فلسفے پیدا ہوے کہ غفلت کا حد سے زیادہ استعمال باعث ہلاکت نہو ۔ یہہ لوگ سوتون کے منہ پر وقتاً فوقتاً پانی کا چھینٹا مارتے جاتے ہین تاکہ یہ غفلت مبدل دائمی نیند سے نہو جائے اور فنا کے پلّے حسب انتظام خالق برابر رہین ۔

اسی کا موید وہ مسئلہ ہے جسکو بعض اہل الراے قصہ حضرت آدم علیہ السلام سے مطابق کرتے ہین کہ اُنکا بہشت مین ابتدائی زندگی بسر کرنا استعارہ ہے اُنکے عالم طفولیت سے جبکہ حسب منشاے خلقت انسانی وہ ہر چیز سے ناواقف ہونیکی وجہہ سے نہایت امن و امان و خوشی کی زندگی بسر کرتے تھے جو سواے بہشت کی دوسری جگہ ناممکن ہے ۔ جب انہون نے علم کا پھل کہایا غفلت کا پردہ گر گیا جسکو برہنگی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اُسکے بعد سے تو دنیا کی تکالیف کو مدت العمر سہتے رہے اور صرف یہی نہین کیا بلکہ یہ لا انتہا مصیبت اپنی اولاد کے لئے بطور ترکہ کے چھوڑ گئے ۔ بعض علما علم ہی کو وہ امانت خداوندی بیان کرتے ہین جس کا تذکرہ قرآن شریف مین آیا ہے آیہ انا عرضنا الامانۃ الخ اور اُس امانت کو اُٹھا لینے پر خداوند عالم انسان کو ظلوم و جہول قرار دیتا ہے ۔ فقط

محمد خلیل

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا

ایک دقیق . با آسان مسئلہ

کانفرنس مادر آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا انعقاد اگرچہ ایک مدت سے چاہا جاتا تھا مگر قوم کو

اسلئے جرأت ہوتی تہی کہ مبادا شیعون مین بہی کوئی ایسا گروہ نہ پیدا ہو جائے جیساکہ غیر مذاہب مین کثرت سے ایسے اشخاص دکہائی دیتے ہین جو ریفارمری کی دُھن مین خلاف منصب و خلاف استحقاق شرعی مسائل پر رائے زنی کرتے رہتے ہین - اگرچہ بلحاظ مردم شماری بالحاظ تعلیم حساب لگایا جائے توشیعون مین ایسے لوگ بہت کم نکلین گے جو پوری طور سے نیچریت کے لباس مین آگئے ہون لیکن اس زمانے مین پلیٹ فارم ایک ایسی جگہ ہو رہی ہے کہ جو شخص وہان تک پہونچ گیا وہ اپنے کو تمام عالم سے زیادہ دانا اور عقلمند سمجھنے لگتا ہے یہی وہ زبردست خیال تہا جو ہماری مبارک قوم کے ارادون کو دبائے ہوئے تہا اُنکی ہمتون کو پست کئے ہوئے تہا اور اُنکے عزمونکو ظاہر نہین ہونے دیتاتھا ورنہ شیعہ کانفرنس بہت پہلے سے منعقد ہو چکی ہوتی کیونکہ اسکی ضرورت تمام قوم بالاتفاق محسوس کر رہی تہی۔

یہہ ضرورت اس حد تک ٹہری کہ وہ حضرات علمائے اعلام جنہین قوم گوشہ نشین وعزلت گزین سمجھے ہوے تہی اور جنسے کسی کو امید نہ تھی کہ یہ مقدس حضرات اپنی زینتہ للرز معاشرت کو خیرباد کہکے زمانہ موجودہ کے رنگ پر پلیٹ فارم جیسی جگہ تک آسکین گے آخر کو متاثر ہوئے اور اون قومی خدمتون پر آمادہ ہوگئے جنہین اس زمانے سے مناسبت ہے - یہہ قوم کی خوش قسمتی کہیئے کہ جس مقدس گروہ کی علحدگی سے قومی ترقیون کی راہین دشوار گزار اور خوفناک معلوم ہوتی تہین وہ مقدس مجمع بالاتفاق ہماری رہبری پر آمادہ ہوگیا اور اب ہمین منزل مقصد کے ملنے مین کچھ شک وشبہہ نہین رہا - یہی وجہ ہے کہ ہماری کانفرنس پہلے سال ایسی عظیم الشان کانفرنس ہوئی جو دوسرے لوگون کو عرصہ دراز تک نصیب نہوئی تھی۔

شیعون مین جو لوگ قبل انعقاد کانفرنس مخالف تھے اُنکی مخالفت کے وجوہ زیادہ تر یہی تھے کہ زمانے مین نیچریت کو ترقی ہو رہی ہے - شیعہ تعلیم یافتہ بھی پلیٹ فارم پر آکے وہی رنگ اختیار کر لینگے اور قوم اُنہین اپنا ریفارمر سمجھ کے اُنہین کے اقوال کو اپنا مسلک قرار دیگی - گو بعد انعقاد کانفرنس جبکہ حضرات علما اسکے مربی وسرپرست ہوئے اور اُنہون نے برابر ہر کام مین ہر کمیٹی مین ہر مسئلے مین حصہ لینے کی تکلیف گوارا فرمائی

تو یہ اعتراض قطعاً رفع ہوگیا۔ اور اب کوئی ہوشمند شخص یہہ نہین کہ سکتا کہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس مین کسی قسم کا مذہبی خطرہ ہو سکتا ہے۔

اور اسی سبب سے جہان تک احتیاط کا مقتضا تھا اُسے حضرات علما نے ایک رزولیوشن کی صورت پچھلے سال طے کردیا کہ "ایسی تجویز یا تقریر جو کسی حد تک خلاف شرع اگر کبھی ہو جائیگی تو اُسے منسوخ و کالعدم کر دینے کا حضرات علمائے انجمن صدر الصدور کو اختیار کامل ہے"۔ اس سے یہ مطلب نہین ہے کہ یہہ اختیار انہین صرف کانفرنس ہال مین ہے اور کانفرنس سے باہر کوئی اختیار نہین جیسا کہ بعض حضرات نے اس غلط خیال کو قوم مین راسخ کرنا چاہا ہے۔ مین مذکورہ رزولیوشن نمبری ۷ بابت اجلاس اول ماہ اکتوبر ۱۹۰۹ء پر قوم کو توجہ دلانا چاہتا ہون جسکا یہہ مطلب ہے کہ اس کانفرنس کے اصول مین ہے کہ کوئی تجویز خلاف شرع نہ اسمین پیش ہو نہ پاس ہو اور اگر پاس ہو جائے تو علمائے انجمن صدر الصدور کو اسکے منسوخ کر دینے کا اختیار ہے اور یہی اصل اصول ہے جو بطور رزولیوشن پیش کیا گیا۔

کیا کوئی شخص اس سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ حضرات علمائے انجمن صدر الصدور کو جو اختیارات بر بنائے رزولیوشن بالا حاصل ہین وہ محض اسوقت تک ہین جب تک وہ جلسہ کانفرنس مین ڈیس پر رونق افروز رہین میرے خیال مین یہ مطلب ہرگز نہین ہو سکتا اور نہ کوئی ذی ہوش اسے تھوڑی دیر کے لئے بھی مان سکتا ہے۔ علما کو ہمیشہ اور ہر وقت یہہ اختیارات حاصل ہین اور اگر کانفرنس مین کوئی ایسا رزولیوشن پیش ہوکے پاس نہوتا جب بھی حضرات علمائے کرام کو ایسے اتمام اختیارات جو دوسرے الفاظ مین فرض منصبی کہے جاسکین گے ہمیشہ حاصل رہتے اور رہینگے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ رزولیوشن کانفرنس مین کیون پیش کیا گیا اور اسکی ضرورت کیا تھی۔ اگر اس سوال پر کوئی شخص غور کریگا تو بجز اسکے کچھ

جواب نہین ہو سکتا کہ کانفرنس "آل انڈیا شیعہ کانفرنس" قرار پا چکی تھی۔
حضرات علما اسکے مربی و سرپرست ہو چکے تھے اور اسے اپنی نگرانی مین لیچکے تھے
کانفرنس کیلئے ہر مقام پر جانا اور دورہ کرنا ایک لازمی اور ضروری بات ہے
حضرات علما ممکن ہے کہ ہر سال کانفرنس کے ساتھہ ہر مقام پر نہ پہونچ سکین اور
کانفرنس ایسے لوگون کے ہاتھہ مین کسی سال آجائے جنکو شرعی مسائل سے کم واقفیت
ہو لہذا بنظر احتیاط ایک رزولیوشن پاس کرا لیا گیا کہ اگر کانفرنس مین احیاناً
کبھی ایسا اتفاق ہو تو حضرات علمائے انجمن صدر الصدور اُسکی اصلاح فرما سکتے
ہین۔ اور تمام ایسی تقریرین یا تجویزین جو خلاف شریعت ہون منسوخ و کالعدم
کر سکتے ہین۔

اس خیال کی تاکید جناب قدوۃ العلما مولوی سید آقا حسن صاحب قبلہ کی اُس
تقریر سے بھی ہوتی ہے کہ جب تیسرے دن مرزا محمد ہادی صاحب بی۔ اے اڈیٹر
الحکم نے یہ رزولیوشن پیش کیا تھا کہ اس کانفرنس کا پریسیڈنٹ ہمیشہ کوئی عالم
دین ہوا کرے اور مولوی سید علی غضنفر صاحب اسکے لائف سکرٹری مقرر
کئے جائین تو سب سے پہلے جناب قدوۃ العلما نے اس سے اختلاف کیا اور یہ
ظاہر فرمایا کہ ہم لوگ ہرگز یہ نہین چاہتے کہ کانفرنس کی صدارت ہمیشہ ہمارے ہی
حلقہ مین چکر لگاتی رہے اور علما ہی ہمیشہ اسکے صدر نشین ہوتے رہین ہماری
غرض صرف قومی ترقیون سے ہے اور ایسی ترقیان جو منافی شریعت نہو سکین
اسکے بعد مولوی علی غضنفر صاحب نے بھی اپنی لائف سکرٹریٹ کے خیال سے اختلاف کیا
اور بالآخر اسقدر تجویز ہوا کہ مولوی سید علی غضنفر صاحب ایک سال کے
واسطے سکرٹری ہون۔

اس اجلاس کے بعد مرکزی کمیٹی کی ترتیب ہوئی اور قواعد و دستور العمل
شایع کئے گئے۔ ایک قاعدے مین معلوم نہین کس طرح یہہ لکھدیا گیا کہ کانفرنس
کا صدر نشین ہمیشہ کوئی عالم دین ہوا کریگا۔ کیونکہ یہہ وہ مسئلہ تھا جسے ایک عالم دین نے

خود کانفرنس ہال مین ناپسند فرمایا تھا۔ اور باوجود موجودگی اس ناپسندیدگی سے اختلاف کسی عالم دین نے نہین فرمایا تہا لہذا نہ مرکزی کمیٹی کو نہ اور کسی کو یہہ حق تھا کہ وہ مسئلہ جو کانفرنس مین پیش ہوکے نظر انداز ہو جائے کسی قاعدے مین درج کیا جاسکے۔

علاوہ اسکے قواعد و دستور العمل مین بعض اور باتین بھی ایسی تھین جنکی اصلاح و درستی ضروری تھی لہذا سنہ ۱۹۰۸ء کی کانفرنس مین یہہ تجویز ہوئی کہ کانفرنس کا کانسٹی ٹیوشن بنانا چاہیے اور اسکے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ باہر کے جن حضرات نے کانسٹی ٹیوشن کمیٹی مین تشریف لانیکا وعدہ نہایت مستعدی سے فرمایا تھا افسوس ہے کہ انہین سے بعضون نے اپنی تحریرین ... بھیجی جو جا بجا خود تشریف لاتے

مین انہین دنون مین مرکزی کمیٹی کے اجلاسون مین شریک تھا جبکہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کا وقت مقرر کیا گیا تھا اور مجھے معلوم ہے کہ اس کمیٹی کا اجلاس ... نہ ہوسکا کیونکہ ... سے ایک ممبر نے بھی کوئی تفصیلی رائے نہین دی تھی۔

یہ امر بھی لائق اطلاع ہے کہ دسمبر ۱۹۰۸ء کی اجلاسون مین سبجکٹ کمیٹی مین صدارت کانفرنس کا مسئلہ پیش ہوا تھا اور اگرچہ اس سے جوشیلے الفاظ مین اختلاف کیا گیا مگر چونکہ یہہ مسئلہ کانسٹی ٹیوشن کمیٹی مین پہلے جانا چاہیے تھا لہذا سبجکٹ کمیٹی نے اسے کانفرنس مین بھیجنا منظور کیا۔ جن لوگون کو اُسوقت کے جوشیلے اختلافی الفاظ یاد ہین یا جو اسکے مدعی ہین کہ ہمین وہ الفاظ کبھی بھول نہین سکتے انکو ایسی باتون کو اپنے دلون سے نکال ڈالنا چاہیے اور ہر شخص کی نسبت یہہ رائے قائم کرنا چاہیے کہ وہ کچھ سوچ اور سمجھ کے کوئی بات کہتا ہے اور ہرگز کسی قسم کی مند یا ہٹ یا خود رائی و خود پسندی مد نظر نہین ہے۔ اسیطرح تمام قوم کو خواہ علما ہون یا غیر علما یہہ خیال کر لینا چاہیے کہ کانفرنس ایک قومی کانفرنس ہے ہمین شخصیت کو دخل دینے کی ضرورت نہین ہے۔ رائے ایسی دینا چاہیے بات ایسی

کہنا چاہیے اور خیال ایسا ظاہر ہونا چاہیے جو قومی فوائد کا پہلو لئے ہوئے ہو۔ علما کا فرض ہے کہ وہ قوم کو خلاف شرع امور سے باز رکھیں لیکن کوئی ایسی احتیاط نہ صرف غیر ضروری بلکہ نقصان رسان ہوگی جو کسی خرابی کے صرف احتمال یا شک کی بنا بر باوجودیکہ اوس خرابی کی اصلاح بھی انکے اختیار مین ہو کسی قومی نفع کو نظر انداز کر دین۔

یہان تک پہونچ کے اس بات پر غور کیا جاسکتا ہے کہ "آل انڈیا شیعہ کانفرنس" کی صدارت کا مسئلہ مشکل ہے یا سہل اور یہہ کہ قومی لیڈرون کو اس بارہ مین کیا کرنا چاہیے۔ یہہ مسئلہ ضرور ایک ایسا مسئلہ تھا کہ جب تک کانفرنس یا کم سے کم کانسٹی ٹیوشن کمیٹی مین نہ پیش ہولیتا اخبارات مین اسپر بحث نہ کیجاتی مگر افسوس ہے کہ یہہ بحث ایک ایسے عنوان سے شروع ہوگئی جس سے کانفرنس پر برا اثر پڑنیکا اندیشہ ہے بعض حضرات کا بیان ہے کہ غیر عالم علماے دین کے مقابلہ مین صدر نشین کیسے ہوسکتا ہے اسلئے کہ علم کی فضیلت دنیا کی تمام فضیلتون سے زیادہ ہے اگر جناب صاحب الامر صلوٰۃ اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام اسوقت ہمارے سامنے ہوتے تو کیا انکے مقابلہ مین ہم شاہ ایران کو اپنا صدر نشین کرسکتے؟ بات تو بظاہر پختہ اور دلیل مضبوط معلوم ہوتی ہے لیکن اسی کے ساتھ اس امر پر غور کرنیکی بھی ضرورت ہے کہ اگر حضرت حجت علیہ السلام ہمارے درمیان مین ہوتے تو ہمین کسی کانفرنس یا شورے و مشورے کی ضرورت ہی نہ رہتی لیکن دنیا کا قاعدہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ بادشاہ جو عموماً غیر عالم ہوتا ہے تخت سلطنت پر متمکن کیا جاتا ہے اور علماے دین اسے منظور فرماکے اوس سلطنت مین ترویج و اشاعت و حفاظت دین مین مشغول رہتے ہین۔ یہہ ضرور ہے کہ شرعی امور مین علماے ملت کے احکام بادشاہ کو ماننا پڑتے ہین۔ اور بادشاہ بھی مثل دیگر رعایا کے علماے دین کا مطیع و منقاد ہوتا ہے لہذا اگر اسی قاعدے کو دیکھ کے ہماری کانفرنس مین بھی صدارت کا قاعدہ ایسا منضبط کر دیا جاے جسمین کوئی دینی یا دنیوی نقصان نہو سکے تو کیا مضائقہ ہے۔ بہت۔

آسانی سے ممکن ہے اگر کانسٹی ٹیوشن کمیٹی انتخاب صدر نشین کے متعلق یہ قاعدہ مقرر کردے کہ وہ مرکزی کمیٹی ہر سال صدر نشین کا انتخاب کرکے علمائے انجمن صدر الصدور کی خدمت مین اپنی تجویز پیش کریگی اور اگر علمائے موصوفین کثرت رائے سے منظور فرمائینگے تو اوس انتخاب کا عملدرآمد ہوسکیگا ورنہ مرکزی کمیٹی کو دوسرا انتخاب کرنا ہوگا۔

اول تو مرکزی کمیٹی مین تمام علمائے کرام ممبر ہین دوسرے مرکزی کمیٹی کی صدارت بھی حضرات علما ہی کے متعلق ہے تاہم اگر زیادہ سے زیادہ احتیاط کیجائے تو مذکورہ بالا قاعدہ مقرر ہوجانا کافی ہے۔ اور اسطرح یہ مسئلہ ایک نہایت آسان مسئلہ ہوجاتا ہے لیکن اگر یہ خیال کیا جائے کہ غیر عالم ایک ایسے جلسے مین جہان حضرات علما ہی رونق افروز ہون صدر نشین کیسے ہوسکتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ جس دن کانفرنس کا صدر نشین کوئی غیر عالم ہوگا ہم کانفرنس کی ممبری سے اسی روز مستعفی ہوجاینگے اور اگر یہ سمجھا جائے کہ غیر عالم کی صدر نشینی کے خیال سے کانفرنس ہال مین نیچرستان کی ہوائین چلنے لگین گی اور تمام قوم مین دہریت و نیچریت راسخ ہوجائیگی تو یہ مسئلہ نہایت مشکل ہوا جاتا ہے۔ بہرحال سہ من نگویم کہ این مکن آن کن۔ مصلحت بین دکار آسان کن۔

بعض خیالات ایسے دیکھے گئے جو تمام باتون مین خواہ مخواہ مشکلین پیدا کرنا چاہتے ہین۔ مشکل پسند طبیعتون کو غور فرمانا چاہئے کہ قومی کامون مین بہ نسبت مشکلون کے آسانیان زیادہ مفید ہونگی۔ افسوس ہے کہ ایسے لوگ ابھی تک اس بات کو نہین سمجھتے کہ کانفرنس سے کیا مقصد ہے۔ جب زمانہ موجود کی طرز پر ہمنے اپنی قوم کا ایک سالانہ مجمع فراہم کرنا اور اسی زمانے کی اصطلاح مین ایسے مجمع کا نام کانفرنس رکھا جانا منظور کیا تو لابد ہے کہ جو صریحی اور یقینی فوائد ایسے مجمع سے ہوسکتے ہین اُنسے ہم باخبر رہین اور کسی وقت مین انہین اپنے ہاتھ سے نہ جانے دین۔ منجملہ دیگر امور کے ایک صدر نشینی ایسا مسئلہ ہے جسکے قاعدے اور طریقے یا رواج و دستور مین فوائد کثیرہ مضمر ہین اور جب تک ہم انہین قاعدون اور طریقون کو نہ برتین اور

اسی رواج و دستور کی پابندی نہ کرین ہرگز تمام وہ فائدے جو ایک اس طریقے
سے قوم کو حاصل ہو سکتے ہین نہین پورے طور سے نہین مل سکتے۔ ہر شخص کا طرز بیان
اور طریقہ تفہیم جداگانہ ہوتا ہے۔ جب ہر سال ایک جدید صدر نشین ہوگا تو ہمکو ہر سال
اپنی تجویز اور خیالات سے مطلع کریگا اور قومی ترقیون کی راہین اسطرح پر زیادہ تر
نمودار ہوتی رہینگی۔ اور مختلف حضرات کے تجربون سے مختلف اور متعدد فوائد حاصل
ہوتے رہینگے اور یہ خیال کرنا کہ کوئی غیر عالم صدر نشین ہو کے تمام قوم کو نیچری بنادیگا
نہایت مرتبہ کمزوری کی دلیل ہے۔ اور ایسا خیال ظاہر کرنا اپنی مجبوری کا ثبوت
دینا ہے اگر ایک سال کوئی جلیل القدر تاجر آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا صدر نشین ہو
تو وہ اپنے بہت سے ایسے تجربات جنسے چھوٹے اور بڑے پیمانون پر مختلف تجارتین۔
مضبوطی اور استقلال کے ساتھ بلا نقصان ہوسکین بتا سکتا ہے اور قوم مین بہت جلد
ترغیب ہو کے تجارتی شوق پیدا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اخبارات مدت سے تجارت کی ترغیب
دے رہے ہین خود کانفرنس مین جناب صدر نشین صاحب قبلہ نے اپنی بیان ہدایت بنیا
سے تجارت کے فوائد ظاہر فرمائے صنعت کی طرف توجہ دلائی لیکن اگر اسمرتبہ جناب خان
بہادر سید محمد ہادی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمۂ زراعت کانفرنس مین شریک
نہوتے تو جسقدر عملی تجارت و صنعت کے متعلق اس سال تجویزین ہوئی ہین کیا اسی طرح
سے یہ امور تجویز کئے جا سکتے اور اگر ان تمام باتون پر جناب خان بہادر صاحب موصوف
مدلل و موثر لکچر نہ دیتے تو کیا قوم اس آسانی سے بغیر حجت و تکرار و بحث کے تمام باتون
کو منظور کر لیتی۔ ایک یہی ایسی سچی اور صحیح مثال ہے جسکی موجودگی مین دیگر امور
پیش کرنیکی ضرورت نہین۔ مین ضرور اس رائے کو پسند کرونگا کہ بعد منظوری
حضرات علما غیر عالم بھی صدر نشین کانفرنس ہو سکتا ہے اور میرے نزدیک اس سے
قوم کو بہت جلد فوائد کثیرہ حاصل ہو سکتے ہین۔ لیکن مین کیا اور میرا خیال ہے کیا۔
حضرات ممبران کانسٹی ٹیوشن کمیٹی یا ممبران کانفرنس جو طے کر دینگے اوسکی پابندی
ہر فرد قوم پر ضروری ہے۔ مین نہ اُن لوگون کے خیال کو پسند کرتا ہون جو غیر عالم کی صدر

نشینی سے کانفرنس کو چھوڑ دینا چاہتے ہین اور نہ اُن لوگون کے خیال سے اتفاق
کرسکتا ہون جو علما کو ایسے امور مین محض ناقابل جانتے ہین - اور اسمین شک نہین کہ
حضرات علماے کرام ان امور کو ہمسے زیادہ اور اچھا سمجھہ سکتے ہین -

راقم ادیب سیتاپوری -

تقیہ اور اوسکی اصلیت

اسکے قبل "تبرا اور اوسکی اصلیت" کی سرخی سے ایک مضمون مین ہدیۂ ناظرین کرچکا ہون
جو اصلاح نمبر ۴ مین شایع ہوچکا ہے - حتی الامکان مینے اوس مضمون مین یہ دیکھنے اور دکہانیکی
کوسشش کی ہے کہ تبرا کو شیعون سے کوئی خاص خصوصیت نہین ہے - اہل تشیع کے مذہب
مین بھی صرف اوسی حد تک تبرا جائز ہے جس حد تک کہ تمام دنیا کے موجودہ مذاہب جائز
سمجھتے ہین - ہم یہہ بہی دکہا چکے ہین "بُرے اور بہلے مین تمیز کرنا - بُرا کو بُرا اور بہلے کو بھلا -
سمجھنا" نفس ناطقۂ انسانی کا کام ہے اور ایسا "سمجھنے" کے لئے ہر وہ شخص جو مجنون نہین
ہے فطرۃً مجبور ہے - اسلام اور خود نئی روشنی کے تمام خدا پرست فلسفی مثل
Kant - Butler - Flint وغیرہ وغیرہ اس بات کے معترف ہین کہ برے اور بہلے
کا مزہ نفس ناطقۂ انسانی سے معلوم ہوتا ہے اور جب ہم عام اصول سے بڑہکر کسی خاص چیز
کو بُری خواہ بھلی معلوم کرنا چاہتے ہین تو تجربہ ہماری مدد کرتا ہے -

ممکن ہے کہ بعض نئی روشنی کے فلسفی اور Spencer - Huxley - Hume
ملحدون کے دلدادہ یہہ فرماوین کہ بھلائی اور برائی کا تمیز فطرتی نہین ہے بلکہ محض تجربہ
انسانی پر موقوف ہے جو ممکن ہے کہ غلط ہو - ہمکو اس فلسفہ سے بحث کرکے ناظرین کا وقت
ضایع کرنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اس اصول کو مان لینے پر بہی ہمارا مقصد فوت
نہین ہوتا - تجربہ سے ہو یا نفس ناطقۂ انسانی سے آخر برائی اور بہلائی کا فرق تو مسلم ہے -
خدا پرستون کے نزدیک خدا اور رسول انصاف سخاوت وغیرہ کا "نفس ناطقہ" اور
"تجربہ انسانی" "اچہا" ہونا - اور ایک زانی - شراب خوار - ظالم قمار باز کا بُرا ہونا مسلم ہے

معترض کے اصول کے بموجب ممکن ہے کہ خدا و رسول و انصاف وغیرہ بُرے ،، اور زانی شراب خوار - ظالم وغیرہ اچھے ہون - اور ہمارا تجربہ غلط ہو - اس اصول کو مان کر بھی ہم یہ عرض کرینگے کہ تجربہ انسانی ہماری راے کے موافق اور معترض کا "انوکہا ممکن" ہمارے خلاف لہذا اس منطقی مباحثہ کا نتیجہ بھی ہمارے حق مین مفید ہے -

ہمنے یہی دکہا دیا ہے کہ کسی ایسے شخص کو بُرا کہنا جو واقعی برا ہو ہر مذہب و ہر ملت کے نزدیک بہانتک کہ بعض مواقع پر فعل لغو بعض حالتون مین جائز اور بعض صورتون مین عین عبادت و ثواب ہے - اہل التشیع بھی اسی اخلاقی اصول کے عامل ہین - مگر افسوس ہے کہ لوگ خود تو تمام زمانہ کے جائز و ناجائز تبرا بازیون کے عامل ہوتے ہین مگر جب غریب شیعہ کچھ منہ سے نکالتا ہے تو اوسکے تبرا کی خصوصیت کرکے اوسے بدنام کرتے ہین - شعر

ہر پختہ کہ من بر آورم خام   تو ہر چہ خطا کنی صواب است

مین خود سمجھ رہا ہون کہ ابتک مینے اوس مضمون پر کچھ نہ لکھا جسے لکھنے بیٹھا ہون اب سنئے اور غور سے سنئے کہ ایک "تبرا" ہی کند اور وہ زنگ آلود چھری نہین ہے جو شیعون کے گلو پر پھیری گئی - خونریز تلوارون کے حملون کے علاوہ ہم پر اخلاقی حملونکی وہ کثرت ہوئی کہ اگر تمام مذاہب کے تمام مذاہب پر حملے جمع کئے جائین تو بھی ہمارا نمبر زیادہ ہوگا اور یہ کیون - صرف اسوجہ سے کہ زمانہ کے زبردست ہاتھون نے تیرہ سو برس سے ہمارے زبانون پر خاموشی کی مہرین لگا دین - اور چونکہ ہماری طرفسے ترکی بہ ترکی جواب دیا جانا محال تھا حملہ آورون نے اخلاقی حملون کے وہ بھرمار کردی کہ اونکی آیندہ آنیوالی قوم خواہ مخواہ یہ سمجھنے لگی کہ شیعہ پر واقعی صحیح الزامات لگائے گئے تھے حالانکہ مجبوریون نے ہمکو مجبور کر دیا تھا - خدا خدا کرکے وہ زمانہ ختم ہوا اور گورنمنٹ انگلیشیہ کی شیر اور بکری کو ایک گہاٹ پانی پلا دینے والی منصفانہ پالیسی نے ہماری زبانون کی بھی سوئیان نکالدین "تقیہ" کا حملہ بھی ہمکو بیخ و بن سے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے ویسا ہی زبردست تھا جیسا کہ "تبرا" کا "تقیہ" کا اعتراض بھی زبان زد عام و خاص ہے - غیر مذہب کا ہر شخص اپنی جگہ پر ہنستا ہے کہ شیعون کا مذہب بھی کچھ انوکہا مذہب ہے جسمین جھوٹ بولنا جائز ہے

ہم غیر مذاہب کے تعلیم یافتہ اور منصف مزاج دوستونکو مخاطب کرکے یہہ عرض کرینگے کہ وہ حضرات کسی مذاہب کو اس نگاہ سے نہ دیکھین کہ اوسکے جہلا کے افعال کیا اور کیسے ہین بلکہ خود اوس مذہب کے اصول کو مد نظر رکہین۔ یہ کسی حد تک سچ ہے کہ عوام شیعہ "تبرا" ہو خواہ "تقیہ" دونونکا اوسیطرح بیجا استعمال کرکے مذہب شیعہ کو بدنام کرتے ہین جسطرح قبر پر سجدہ کرنیوالے اور پیری و مریدی کے بیجا شیدائی وغیرہ وغیرہ۔ مذہب اہل سنت والجماعت کو۔ نہ سنی اپنے جہلا کے بیجا افعال کے ذمہ وار ہین اور نہ شیعہ۔

"تقیہ" کے لغوی اور اصطلاحی معنوی اور نیز اوس مفہوم سے جو شیعہ سمجھتے ہین قطع نظر کرکے ہم اسوقت اوسی معنی پر کفایت کرینگے جسکو مان لینے مین کسی غیر مذہب والے کو اعتراض کی گنجایش باقی نرہے۔ یعنی "صاف صاف دیدہ و دانستہ جھوٹھ بولنا" ایسی بہی صورتین ہوتی ہین جہان انسان ایسی الفاظ مین جھوٹھ بولتا ہی جو سچ اور جھوٹھ دونو معلوم ہون۔ کچھ لوگ اس معما گوئی کو بالکل سچ سمجھتے ہین اور کچھ لوگ مصلحت وقت کہکر اوسمین معنی پہنا دیتے ہین۔ یہان پر بہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا معما گوئی مذہباً واخلاقاً جائز ہے؟۔ ان سب جھگڑونکو چھوڑکر کیون نہ ہم ایک ایک عام مسئلہ پر غور کرلین کہ آیا "دیدہ و دانستہ صاف صاف جھوٹھ بولنا" مذہباً و اخلاقاً کیسا ہے۔ جسوقت آپنے اس عام مسئلہ کو طے کرلیا اوسوقت یہہ خود بخود حل ہو جاویگا کہ معما گوئی جائز ہی یا نہین

قبل اسکے کہ ہم "تقیہ" پر ایک تفصیلی بحث کرین پہلے ہمکو یہہ سمجھنا اور سمجھا لینا کہ شیعہ ہر محل اور ہر موقع پر "تقیہ" کو جائز نہین سمجھتے یا یون سمجھئے کہ شیعہ ہر صورت تقیہ کو ناجائز سمجھتے ہین الا اوس حالت مین کہ وہ محل تقیہ ہو۔ معترض مذاہب کا خیال ہی کہ تقیہ کبہی اور کسی صورت مین جائز نہین ہے مگر اہل تشیع اسکے خلاف خاص خاص صورتون مین جائز اور بعض بعض مواقع پر نہ صرف جائز بلکہ لازم سمجھتے ہین

یہہ مسئلہ کہ "آیا کسی خاص صورت مین تقیہ جائز ہے یا نہین" یا آیا غیر مذاہب کا یہ کلیہ کہ "تقیہ ہر صورت مین ناجائز ہے" دو طرح حل کیا جا سکتا ہے۔ ایک تو یہہ دکہاکر کہ قرآن مجید اور احادیث نبوی۔ برگزیدہ پیشوایان دین پیغمبر نبی

امام اور راز اولیا اللہ نے خاص خاص مواقع پر تقیہ کو جائز قرار دیا ہے اور انمین سے اکثرون نے تقیہ کے محل پر خود بھی تقیہ فرمایا ہے۔ دوسری معقولاً۔ اول یعنی منقولی ترکیب سے حل کرنا قال اور اقوال کے ناپیدا کنار سمندر مین غوطے لگانا ہے۔ ساتھ ہی اوسکی یہہ مسئلہ منقولاً بہت کچھ حل کیا بھی جاچکا ہے جسکے پڑھنے کے لئے ایک عمر کافی نہین ہے اسوقت مین تقیہ کو معقولی نظر سے دیکھکر کچھ لکھا چاہتا ہون۔

غور نہ کرنیوالا تو بغیر سمجھے بوجھے فیصلہ کردیگا کہ تقیہ ہمیشہ [illegible] اور کسی موقع پر جائز نہین ہے لیکن [illegible] جانتے ہین کہ [illegible] شراب [illegible] جسوقت کہ بغیر اوسکے استعمال کئے بیماری دفع نہین ہوسکتی یعنی جب اوسکا استعمال کرنا محض جان بچانیکی غرض سے ہوتا ہے تو ایسی صورت مین شراب پینا یا زہر کھانا مذہباً واخلاقاً نہ صرف جائز بلکہ اونکو استعمال نہ کرکے جان دیدینے والا اخلاقاً ایک خودکش اور مجرم ہے۔ اسیطرح عبادت کرنا [illegible] فعل [illegible] مگر جب قریب کے مکان [illegible] آگ لگی ہو اور ہمسایہ کے بچے آگ مین جل رہے ہون تو عبادت کو ترک کرکے فوراً اونکی مدد کرنا مذہباً اور اخلاقاً لازم ہے اور ایسی صورت مین عبادت مین مشغول رہنا گناہ عظیم ہے [illegible] موقعہ پر اچھا برا اور برے سے برا فعل ایک خاص صورت مین بہت اچھا ہوتا ہے۔ ٹھیک یہی صورت "تقیہ" کی ہے۔ جھوٹھہ بولنا تمام مذاہب اور خود اہل تشیع کے نزدیک نہ صرف فعل لغو بلکہ گناہ ہے۔ مگر اخلاق کا یہ قانون بھی استثنے سے خالی نہین ہے۔ ایسی ہی صورتین ہین جہان جھوٹھہ بولنا اخلاقاً ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ مندرجہ بالا موقع پر عبادت کا ترک کردینا اخلاقاً لازم تھا۔

مثال یکر یون سمجھئے کہ اگر ہمارا دشمن ہمارے اور ہمارے اہل وعیال کے قتل [illegible] ہمارے مال [illegible] کی غرض سے ہمپر حملہ کرے اور صرف ہمکو پکڑ پائے اور یہ سوال کرے کہ بتا تیرے اہل وعیال کہان چھپے ہوے ہین اور تیرا مال کہان ہے اور ہم بجائے شمال کے جنوب [illegible] اپنا [illegible] تقیہ کی جانین بچا لین تو کیا برا [illegible]

یا ہم مذہباً مجرم ہین ؟ مین عرض کرونگا کہ ہرگز نہین - یا ایسی صورت مین کہ کسی مقام پر مسلمانون کے قتل عام کا حکم عام جاری ہو اور اگر کوئی شخص جسکا زندہ رہنا خود اسلام کے لئے ہر مصلحت سے ضروری ہو اپنے مسلمان ہونے سے انکار کر جاوے تو کیا یہہ شخص واقعی اسلام سے خارج اور اخلاقاً گہنگار سمجہا جاویگا ؟ مین یہہ گذارش کرونگا کہ قانون اسلام اتنا کمزور نہین ہے یہہ چند اور بہت سی مثالین ظاہر کرتی ہین کہ کچھ ایسے بہی مواقع ہین جہان جہوٹھ بولنا اخلاقاً جائز ہے - تقیہ کے موقع پر تقیہ نہ کرنا ویسا ہی جرم ہے جیسا کہ بےموقع تقیہ کرنا -

ہمنے محض رفع شر کے خیال سے تقیہ کو جہوٹھ بولنے کے معنی مین تسلیم کرلیا ہے حالانکہ تقیہ کے اصلی معنی " رازداری " کے ہین - یہہ ظاہر ہے کہ رازداری اخلاقاً ممنوع نہین ہے - اگر کوئی شخص ہمسے ہمارا راز پوچھے یا کوئی سوال ایسا کرے جسکے جواب دینے مین افشائے راز ہوتا ہو اور راز بہی ایسا ہو جسکے دریافت کرنیکا حق دوسرے کو حاصل نہو اور ظاہر کردینے مین ہمارے لئے سخت مضرت ہو اور ہم یہہ بہی دیکھتے ہون کہ بغیر جواب دئے ہماری جان بچ نہین سکتی اور ہم بجائے راز کے کچھ اور کہدین تو کیا اسلام اور اخلاق کا قانون ہمین مجرم قرار دیگا ؟ ہرگز نہین اسلام کا قانون قانون عقلی ہے اگر واقعی مجرم ہے تو وہ شخص جسنے ہمکو جہوٹھ بولنے کے لئے مجبور کیا نہ کہ ہم -

مین سچ عرض کرتا ہون کہ " تبرا " کیطرح " تقیہ " کو بہی شیعون سے کوئی خاص خصوصیت نہین ہے - ہر مذہب و ہر ملت مین تقیہ کے موقع پر تقیہ کرنا اخلاقاً جائز ہے - کسقدر بے انصافی ہے - کہ تمام دنیا تقیہ کے موقع پر تقیہ کرے اور وہ اخلاقاً برا نہ سمجہا جاوے مگر جب غریب شیعہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنا راز چہپائے تو وہ قابل معافی نہو -

اسقدر صحیح ہے کہ تقیہ کو اہل تشیع کے ساتھ اتنی خصوصیت ضرور رہے کہ تمام دنیا کے تقیہ کرنیوالون مین اونکا نمبر بہت بڑہا ہوا ہے - مگر ساتہ ہی اوسکے یہ بھی سچ ہے کہ خدانخواستہ کسی اور قوم کو تقیہ کرنیکی ایسی مجبوریان پیش نہین آئی ہین جیسی کہ اس فرقہ کو - ظاہر ہے کہ جس قوم پر اظہار مطلب کرتے بلکہ لفظ شیعہ مُنہ سے نکالتے بجلی گرائی جاتی ہو - یا جسکو صبح سے شام تک دس بارہ کہنے کی مجبوریان ہوتی ہون جو وہ تقیتاً

کہنا نہین چاہتا سلطنت کے زبردست ہاتھ جنکے نیست ونابود کردینے کیلئے ہروقت آمادہ ہون۔ پھر ہماری قوم تقیہ نہ کریگی تو کیا وہ لوگ تقیہ کرینگے جو ہمکو تقیہ کیلئے مجبور کر رہے تھے ہم پر کیا گذری اور ہمارا تقیہ کیونکر مشہور ہو گیا اسکو ہمارے قابل دوست مسٹر ریاض علی ریاض نے "تقیہ" کی سرخی دیکر اصلاح نمبر ۲ مین اس وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ محتاج بیان نہین۔ ہمارا یہ کہنا کہ ہم مجبوراً تقیہ کرتے تھے اور اگر تقیہ کا موقع نہوتا تو ہم ہرگز تقیہ نہ کرتے دعوی بے دلیل نہین ہے۔

دیکھئے وہی قوم شیعہ جو آج سے دو سو برس پہلے تقیہ کے آڑ مین چھپکر ایک جھوٹھ بولنے والی قوم مشہور کیجا رہی تھی آج گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت مین رہکر وہ بھی تقیہ کو ناجائز سمجھ رہی ہے اور جسطرح غیر اقوام تقیہ پر ہنستی تھین آج وہ بھی بلا تقیہ اپنے گذشتہ تقیہ کے برا کہنے والون پر کبھی ہنستی ہے۔ کبھی سمجھانے کی کوشش کرتی ہے اور کبھی مخاطب کو ناسمجھ سمجھکر خاموش ہو جاتی ہے۔

احقر خواجہ غلام محمود اقبال بی اے وکیل بنارس

اہلحدیث کی خلافت راشدہ

اڈیٹر صاحب اہلحدیث کی تہذیب اور شایستگی تو آپ اکثر ملاحظہ فرما چکے۔ اب تازہ ظرافت ملاحظہ ہو کہ اپنے اخبار ۲۲ جلد ۱۳ مین یون رقمطراز ہین خلافت راشدہ اور اصلاح سے دو عرصہ ہوا ہم نے لکھا تہا کہ شیعہ سنی مین مشترک اور معتبر کتاب قرآن مجید ہے اس لئے۔ اگر دونون فریق قرآن شریف کے ذریعہ سے خلافت کا فیصلہ کرلین تو بہت آسان اور مفید ہے اسکے جواب مین پہلے تو مدت تک خاموشی رہی آخرکار ہمارے رافضی[1] دوست (اڈیٹر اصلاح) نے قبول دعوت کے عنوان سے ایک مضمون لکھا مگر اسمین ایسی کچھ شرائط بڑہائین کہ اصل مطلب قریب قریب معدوم ہوتا تھا اسلئے ہمنے اُسکو کالعدم سمجھا مگر شکر ہے کہ اس دفعہ اصلاح بابت ماہ صفر مین ہمارے دوست نے بہت سی ناراضگی کا اظہار کرکے تسلیم فرمایا ہے بلکہ لکھا ہے

---

[1] رافضی کی وجہ تسمیہ اور پسندیدہ خطاب ہونا ہم اہلحدیث مورخہ ۲۴ محرم مین بتلا چکے ہین۔ منہ
مگر استعارہ بھی تو یہی ہے یعنی وہ رفض ہو گا اڈیٹر

کہ ہمنے پہلے ہی لکھدیا تہا کہ :-

"آپکو عام اجازت ہے کہ جس مسئلہ متنازع فیہ بین الفریقین کو چاہیں قرآن سے ثابت کریں کریں پھر قدرت خدا دیکھیں"

اسلئے ہم اپنے دوست کے شکر گذار ہین لہذا سب سے مقدم ہم انکی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ چونکہ شیعہ کا دعوی اہل سنت کے دعوی سے مزیت رکھتا ہے کیونکہ اہل سنت تو خلافت علی کی صورت واقعیہ حق مانتے ہین مگر شیعہ کہتے ہین وہ بلا فصل خلیفہ تھے اور انہی کا حق تھا جو خلفاء ثلثہ نے غصب کرلیا ہے اسلئے ہمارے دوست اپنے اس دعوی کو قرآن شریف سے ثابت کریں تو ہم انکے بہت ہی ممنون ہونگے۔

ہم اُنکی طرح یہ شرط بھی نہین لگاتے کہ وہ اپنی عادت کے خلاف سخت کلامی نہ کریں یا گالی گلوچ نہ دین بیشک دین کیونکہ گالیان دینا تو انکی طبیعت ثانیہ بن رہا ہے پھر یہ شرط محال کیونکر قابل تسلیم ہوسکتی ہے- آپکی طبیعت ثانیہ کا نمونہ آپ ہی کے کلام مین پیش کرتا ہون آپ فرماتے ہین کہ:-

"اگر آپکو کچھ غیرت ہوگی تو اس تحریر کا جواب معقول مہذب پیرایہ مین بہت جلد عنایت کرینگے مگر خدا کے لئے گالی گلوچ نہ کیجئے کیونکہ شریفون کو اس کی برداشت نہین ہوتی (بابت صفر صفحہ ۹)

ناظرین با مذاق اس عبارت کو ملاحظہ فرماوین کہ کیسے صاف الفاظ مین مخاطب (خاکسار) کو گالیان دی ہین بے غیرت کہا ہے پھر ساتھ ہی اسکے گالی گلوچ سے منع کیا ہے ساتھ ہی اسکے یہ بھی کہا ہے کہ شریفون کو برداشت نہین ہوتی کیا اسکے معنی یہ نہیں کہ ہم ایڈیٹر صاحب کی اس بازاری زبان پر خاموش رہین تو شریف نہیں- مگر ہم پھر بھی کچھ نہین کہتے کیونکہ ~

دشنام بمذہبے کہ عبادت باشد ۔۔۔ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ آپ جتنی گالیان چاہین دے لین مگر اصل بات کا جواب بھی عنایت فرماوین یعنی خلافت علی بلا فصل کا ثبوت قرآن شریف سے پیش کریں۔

ادھر آپیا رے ہنر آزما ئین تو یہان آزما ہم جگر آزما ئین۔

آپکے بقیہ مضمون کا جواب الگ دیا جائیگا انشاء اللہ۔ مورخہ ۱۰ ربیع الاول

اصلاح اس مضمون سے آپکو حیرت ہوگی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہر صحبت وعظ یا مناظر مین جھوٹھ بولنے کی سب سی قسمین لیتے ہین اور ہر جھوٹھ پر تیس بیت (بید) کی سزا اپنے زمانہ نبوت مین تجویز کرتے ہین کیسے سچے اور راستباز ہونگے کہ صدیق اکبر سے بھی انکی راستی اور صدق گفتار کی پابندی بڑھی ہوگی۔

کیونکہ یہان آپ تحریر کرتے ہین وہ اسکے جواب مین پہلے تو مدت تک خاموشی رہی۔ آخر کار ہمارے رافضی دوست اڈیٹر اصلاح نے قبول دعوت کے عنوان سے ایک ایک مضمون لکھا مگر اسمین کچھ ایسی شرائط بڑہائین کہ اصل مطلب قریب قریب فوت ہوتا تھا اسلئے ہمنے اوسکو کالعدم سمجھا،،

اس فقرہ کو دیکھیے تو معلوم ہو اڈیٹر صاحب نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مین جھوٹھ کی نہین تاسی کی جیسا کہ صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت ابراہیم تین مرتبہ جھوٹھ بولے بلکہ تو جھوٹھ ہو گیا۔

(۱) لکھتے ہین پہلے تو مدت تک خاموشی رہی،، حالانکہ اصلاح و اہلحدیث کی جلدین موجود ہین جنکو آدمی قوت حاسہ باصرہ سے دریافت کرسکتا ہے کہ کسقدر جھوٹھ ہے کیونکہ یکم شوال ۱۳ ھ مین آپکا یہ مضمون شایع ہوا تھا۔ اور اوسی شوال کے یکم و ۱۶ پرچہ اصلاح مین قبول دعوت کا مضمون شایع ہوا۔ پھر اگر یہ سفید جھوٹھ نہین ہے تو کیا ہے۔ ہان فرق ہے تو اسقدر کہ آپکا پرچہ ہفتہ وار ہے اور اصلاح پندرہ روزہ تھا۔ جسمین تاخر زمانی ضرور ہے۔ تو ایمانا فرمائے آپکا یہ کلمہ وہ اسکے جواب مین پہلے تو مدت تک خاموشی رہی،، سچ ہے یا جھوٹھ کیونکہ مدت تک کی خاموشی سے (اگر فلسفیانہ و منطقیانہ بحث نہ کیجائے) یہی سمجھا جاتا ہے کہ ایک عرصہ دراز گذرا حالانکہ آپکا یہ مضمون جس مہینہ مین شایع ہوا تھا اوسی مہینہ مین جواب دیا گیا پھر مدت تک خاموشی یہی کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہیے آیہ معلومہ کی تلاوت کیجائے یا نہ

(۲) دوسرا تکذب اس جملہ کا خود آپکا یہ فقرہ ہے جو مورخہ ۲۸ رجب ۱۳۲۶ھ مین لکھتے ہین "وہ شکر ہے کہ ہماری یہ تجویز اصلاح (شیعہ) کے قابل اڈیٹر نے دبی زبان سی تسلیم کرکے ہمکو اجازت دی تھی کہ ہم اپنے مدعا کو مسلمہ دلائل سے ثابت کرین جسکے لئے ہم اڈیٹر موصوف کے شکر گذار ہین مگر بوجہ دیگر ضروری مضامین کے ہم اتنے دنون خاموش رہے لیکن دلسے اس مضمون کو نہ بھولے تھے سو الحمد اللہ ہم اپنے معزز ہمعصر اصلاح کا شکریہ ادا کرکے اس مضمون کو شروع کرتے ہین صفحہ ۱۴ سطر ۱ جلد ۵

دیکھئے پہلے تکذیب اس جملہ نے یون کی کہ یہان تو آپ لکھتے ہین "اسکے جواب مین پہلے تو مدت تک خاموشی رہی" اور مورخہ ۳۰ رجب مین قبول تجویز کو بغیر کسی خاموشی کے لکھتے ہین - پھر بتائے آپکا پہلا بیان جھوٹھا ہے یا نہ ؟

دوسرے یہ کہ خود اپنے سکوت طولانی کی وجہ لکھتے ہین "مگر بوجہ دیگر ضروری مضامین کے ہم اتنے دنون تک خاموش رہے" جس سے معلوم ہوا کہ سکوت آپکی طرف سے ہوا نہ میری طرف سے - اور سکوت بھی آپکا ہوا تو دس مہینہ تک کیونکہ پہلا مضمون آپکا یکم شوال ۱۳۲۵ھ کو شایع ہوا تھا اور دوسرا مضمون ۳۰ رجب ۱۳۲۶ھ کو جسکو پورے دس مہینہ ہوئے اب آپ ہی انصاف سے فرمائے کہ اپنے قول سے آپ جھوٹے ہوئے یا نہین کہ دس ماہ تک خود تو روپوشش رہے اور اپنے خصم کی نسبت لکھتے ہین "وہ اسکے جواب مین پہلے تو مدت تک خاموشی رہی" پھر تلاوت آیہ معلومہ مین کیا عذر ہے -

تیسری تکذیب یون ہوئی کہ یہان آپ لکھتے ہین "واسمین کچھ ایسے شرائط بڑہائین کہ اصل مطلب قریب قریب معدوم ہوتا تہا اسلئے ہمنے اوسکو کالعدم سمجہا" جس سے آپکا فرار بوجہ ان شرائط کے ظاہر ہے - مگر ۳۰ رجب کے پرچہ مین لکھتے ہین "وہ مگر بوجہ دیگر ضروری مضامین کے ہم اتنے دنون تک خاموش رہے" اب للہ فرمائے دونون بیان مین آپکے اختلاف ہے یا نہین اور کسی بیان مین آپ کاذب ہوئے یا نہین -

اللہ اللہ کہان تو یہ بیان مورخہ ۳۰ رجب "وہ شکر ہے کہ ہماری یہ تجویز اصلاح (شیعہ)

کے قابل اڈیٹر نے دبی زبان سے تسلیم کرکے ہمکو اجازت دی تھی کہ ہم اپنے مدعا کو مسلمہ دلائل سے ثابت کرین جسکے لئے ہم اپنے اڈیٹر موصوف کے شکرگذار ہین" اور کہان یہ بیان کہ "مگر اسمین ایسی کچھ شرائط بڑہائین کہ اصل مطلب قریب قریب فوت ہوتا تھا"

اڈیٹر صاحب آپ اپنے کو مسلمان کہتے ہین اور مولوی فاضل ہونے کے مدعی ہین۔ اہلحدیث کے امام یا خلیفہ (لیڈر) بننے کے متمنی ہین۔ ہر جگہ جھوٹھ بولنے سے منع کرتے ہین اور خود اتنی دروغ گوئیون کے مرتکب ہوتے ہین۔ کچھ تو خدا سے شرم کرنی چاہیے اگر میری شرطین محال تھین اور آپسے اونکا ایفا ممکن نہ تہا تو پہر یہ کیون لکھا کہ بوجہ دیگر ضروری مضامین کے ہم اتنے دنون تک خاموش رہے۔ یہی کیون نہ لکھا کہ آپنے شرطین ایسی لگائین کہ مجھسے اونکا ایفا ہونا محال تہا۔ لہذا خاموش رہا۔

اب ناظرین با انصاف غور کرین کہ اڈیٹر صاحب ان تحریرون مین کسقدر اپنے صدق و راستی کا اظہار کرتے ہین کہ ایکدفعہ کچھ لکھتے ہین ایکدفعہ کچھ۔

اس تحریر مورخہ ۳۰ رجب کا جواب اصلاح نمبر ۱ جلد ۱۱ بابت ماہ رمضان ۱۳۲۶ھ مین بعنوان دیا گیا تھا "اہلحدیث کا تمسک قرآن سے" جسمین اڈیٹر صاحب کی راستگوئی اس فقرہ کے نسبت دکھائی گئی تھی کہ اڈیٹر اصلاح کے نسبت دبی زبان سے اقرار کو کیون لکھا جو صریحی جھوٹھ ہے۔ کیونکہ اصلاح بابت شوال کا پرچہ مرتب ہوچکا تھا۔ مگر کاپی کٹوا کر ایک صفحہ "قبول دعوت" کا لکھا گیا تھا۔ پھر اسکے نسبت دبی زبان کہنا جھوٹھ نہین تو کیا ہے۔

اس مضمون کا جواب اڈیٹر صاحب نے ۱۴ محرم کو پورے ساڑھے تین مہینے بعد دیا جسمین یہ بھی تحریر فرماتے ہین "اڈیٹر صاحب اصلاح نے ہمارے اصول کو بمشکل بحیثیت شروط تسلیم کرکے منظوری سے اطلاع دی" جس سے پھر آپکا وہ بیان "پہلے تو مدت تک خاموشی رہی" غلط ہوا۔ اور نیز یہ دعوی "مگر اسمین ایسی کچھ شرائط بڑہائین کہ اصل مطلب قریب قریب معدوم ہوتا تہا" غلط ہوا کیونکہ یہان آپنے اون شرائط کے محال یا غیر ممکن ہونے کو ہیچ کرتے بلکہ چند شروط کے اضافہ کو بیان فرماتے ہین۔ پھر

تو اسنے آپکا پہلا بیان غلط ہے یا یہ ۔

بہر حال اس مضمون کا جواب اصلاح ۲ بابت صفر مین دیا گیا بعنوان "اہلحدیث اور قرآن" جسکے نسبت آپ تحریر کرتے ہین "مگر شکر ہے کہ اس دفعہ اصلاح بابت ماہ صفر مین ہمارے دوست نے بہت سی ناراضگی کا اظہار کرکے تسلیم فرمایا ہے"

یہ مضمون پورا آپ اصلاح ۲ مین ملاحظہ فرما چکے ہین لہذا اوسکے اعادہ کی ضرورت نہین مگر اسقدر عرض کر دینا ضروری ہے کہ پرچۂ اصلاح ۱۹ و ۲۰ مورخہ یکم و ۱۶ شوال میں جس سے اس سلسلہ کی ابتدا ہے لکہا تہا کہ آپ قرآن سے کیونکر استدلال کر سکتے ہین "السنة قاضیة علی الکتاب آپکا مسلمہ اصول ہے" اس جملہ پر اڈیٹر صاحب بہت برہم ہوئے تھے اور لکہا تہا جواب سچے ہو تو کسی معتبر کتاب اہلحدیث سے یہ اصول دکہا دو۔ جسکا تفصیلی جواب اصلاح ۲ بابت صفر ۱۳۳۲ھ مین دیا گیا پہلے السنة قاضیة علی الکتاب کا مسلمہ اصول ہونا کتاب حصول المامول نواب صدیق حسن خان صاحب سے دکہایا گیا۔ پہر قرآن کا منسوخ ہونا اخبار احاد (معمولی حدیثوں سے) اور اجماع اور قیاس سے ثابت کیا گیا ملاحظہ ہو اصلاح ۲ جلد ۱۱ از صفحہ ۴۳ لغایت ۴۹

اس تحریر کا جواب اڈیٹر صاحب اہلحدیث اپنے اخبار مورخہ ۱۷ ربیع الاول مین دے رہے ہین جسکے جواب مین یہ تحریر شایع ہو رہی ہے مگر ان امور کا کوئی جواب نہین دیا بلکہ لکہتے ہین "آپکے بقیہ کا جواب الگ دیا جائیگا انشاء اللہ"

اصلاح نے جو آجتک اس تحریر کے جواب سے سکوت کیا تو اسی امید پر کہ شاید اب اڈیٹر صاحب اسکا جواب دینگے۔ کیونکہ اسوقت اصل منشا نزاع یہی مسئلہ ہے مگر چونکہ یکم جمادی الاولی تک وہ اسکا جواب نہ دیسکے لہذا مجھے ظاہر کرنا پڑا کہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے دعوت دیکر فرار کیا جیسے بے اختیار آیہ و من یولھم یومئذ دبرہ کی تلاوت الخ ہو لی

اڈیٹر صاحب یہ قاعدہ مناظرہ نہین ہے کہ آپ ہر بات سے فرار کرین اور پہر ایک نئی بات پیش کرین۔ جب اوس پر تعرض کیا جائے تو اوس سے بھی گریز کر جائین ایک ایک مسئلہ کو طے

کرتے چلے کہ وہ مسئلہ طے ہو جائے پھر دوسری بحث شروع کی جائے۔

اصلاح مین مناظرہ کے متعلق جسقدر تحریرین شایع ہوئین پہلے یہ التزام کیا جاتا کہ اڈیٹر صاحب کی پوری عبارت مع تمہید نقل کردی جس سے ناظرین کو بھی معلوم ہو بحث کیا ہے اور کس امر مین گفتگو ہو رہی ہے۔ مگر اڈیٹر صاحب اہلحدیث کی روش ہمیشہ اسکے خلاف ہوتی ہے کہ وہ میری عبارت کا صرف ایک جملہ یا ایک فقرہ لیتے ہین اور اوسکا جواب دیتے ہین حالانکہ جب تک پوری تقریر متکلم کی نہ دیکھی جائے نہین معلوم ہو سکتا اوسنے کہا کیا اور کس موقع پر کہا۔ اسلیئے۔ پھر یہان بھی اڈیٹر صاحب کی پوری عبارت نقل کی ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو اڈیٹر صاحب اصل بحث سے کسقدر دور جا رہے ہین اور اوسکو کسطرح دبا رہے ہین

بہرحال اڈیٹر صاحب نے یکم شوال ۱۳۲۵ھ کو دعوت دی کہ قرآن سے فریقین فیصلہ کرلین۔ مینے اوسی شوال ۱۳۲۵ھ کے اصلاح مورخہ یکم و ۱۶ شوال مین بعنوان قبول دعوت انکی دعوت منظور کی۔ مگر غضب یہ ہوگیا کہ مینے اوسمین لکھدیا تھا بعد نقل اسکے کہ وہ اس معرکہ مین قدم ڈالین اپنا یا اپنے فرقہ کا ایک آیہ قرآنی کا پیرو ہونا اور اوسکے حکم صریح پر بلا کسی تاویل و تحریف کے عمل کرنا دکھا دین۔ تو ہم اونکو سمجھین ... [illegible] ہین کیونکہ السنة قاضية على الكتاب (حدیث قاضی ہے اوپر کتاب خدا کے) اونکا مسلمہ اصول ہے"

اس تحریر کا یہ اثر ہوا کہ دس ماہ تک بالکل خاموش رہے نہ معلوم کیسے اشتعال نے مجبور کیا کہ ۲۰ رجب ۱۳۲۶ھ کو آپکی آنکھ کھلی اور پھر ایک مضمون آپنے اسپر لکھا جسکا جواب اصلاح بابت ماہ رمضان مین شایع ہوا کیونکہ شعبان کا رسالہ طیار ہو چکا تھا اس مضمون کا عنوان "اہلحدیث کا تمسک قرآن سے" تھا جو نمبر ۱ و ۲ تک چلا گیا اور ہنوز ناتمام ہے۔ مگر اڈیٹر صاحب نے اسکا کچھ جواب نہ دیا اور بالکل خاموش رہے۔ یہانتک کہ ۱۳ محرم سنہ [illegible] کو پھر جوش آیا۔ مگر صرف اس جملہ پر کہ السنة قاضية على الكتاب کہا لکھدیا [illegible] کسی تحریر کا جواب نہ دے سکے۔ اس تحریر کا جواب جب اصلاح بابت صفر مین

دیا گیا تو آپ اوسکے جواب مین پھر تحریر ۲ ربیع الاول کو شایع کرتے ہین جسمین نہ اپنا ہیرو قرآن ہونا ثابت کرتے ہین نہ السنۃ قاضیۃ علی الکتاب کا جواب دیتے ہین۔ نہ تسلیم کرتے ہین بلکہ اون شرائط کے نسبت لکہتے ہین۔ مگر اسمین کچھ ایسے شرائط پڑ گئے ہین کہ اصل مطلب قریب قریب معدوم ہوتا تہا اسلئے ہمنے اسکو کالعدم سمجہا۔ پہر بتائے مناظرہ ہو تو کیونکر کیونکہ جب مقدمات مین گفتگو شروع ہوئی تو جب تک وہ مقدمات نہ طے ہونگے مناظرہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

ہان مین اسکو تسلیم کرتا ہون کہ مینے اصلاح ۱۲ مین اونکو یاد دلایا تہا کہ اصلاح ۱۹ و ۲۰ ماہ شوال ۲۵ ۱۳ھ مین مینے یہ بہی لکہا تہا آپکو عام اجازت ہے کہ جس مسئلہ متنازع فیہ بین الفریقین کو چاہین قرآن سے ثابت کرین پھر قدرت خدا دیکہین" مگر آپنے تو اس عام اجازت پر بہی عمل نہ کیا۔ اور اسقدر بحث کو طول دیا کہ وہ بات ہی جاتی رہی۔ لہذا پہلے آپکو یہ اقرار کرنا پڑیگا کہ اہلحدیث اپنے کسی مسئلہ کو جو متنازع فیہ بین الفریقین ہین قرآن سے نہین ثابت کر سکتے۔ تب آپ مجاز ہونگے کہ اس اقرار کے بعد جس مسئلہ کو چاہیے قرآن سے ثابت کیجیئے۔

اگرچہ ڈاکٹر صاحب دبی زبان سے اسکا اقرار بہی کر رہے ہین وہ ہمنے اسکو کالعدم سمجہا۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ قرآن سے اپنے کسی خاص مسئلہ کو نہین ثابت کر سکتے۔ مگر جبتک صاف صاف اقرار نہ کیجیگا آپکی جان نہین چہوٹ سکتی۔ کیونکہ آپ خود لکھتے ہین مولوی عمر کریم صاحبنے فرمایا ہان ہم لکہہ دیتے ہین مگر ساتہہ ہی اسکے خلافت کو بہی لکہینگے کہ وہ بہی نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے تو ہمنے کہا اسکا یہان ذکر ہی کیا جب آپ رافضی بنکر تبرا کرینگے تو ہم آپکو قرآن شریف ہی سے خلافت کا ثبوت تبلادینگے بولے کہ اب تبلاؤ۔ مینے کہا اب کیا موقع۔ ہم مین آپ مین خلافت کی بابت کوئی نزاع نہین مگر آخر تک آپ اسی بہانے پر اڑے رہے اور لکہنے کا موقع نہ آیا مورخہ ۱ ربیع الاول جس سے معلوم ہوا کہ وہان بہی خلافت کو قرآن سے ثابت نہ کر سکے حالانکہ سب سنیون ہی کا مجمع تہا بقول آپکے رافضی کوئی نہ تہا۔ تو پہر یہان کیا مجال ہے جو آپ ثابت کر سکینگے

اسلئے آپ یہ تحریر فرماتے ہین ,, چونکہ شیعہ کا دعوی اہلسنت کے دعوی سے قربت رکھتا ہے کیونکہ اہلسنت تو خلافت علی کی صورت واقعیہ حق مانتے ہین - مگر شیعہ کہتے ہین وہ بلا فصل خلیفہ تھے اور انہی کا حق تہا جو خلفائے ثلثہ نے غصب کرلیا اسلئے ہمارے دوست اپنے اس دعوی کو قرآن شریف سے ثابت کرین تو ہم انکے بہت ہی ممنون ہونگے،،

مگر واہ رے میرے شیر - کیون نہو آخر شیر پنجاب نہ ہو - آپنے میری اجازت تو ان لفظون مین نقل کی تہی ,, آپکو عام اجازت ہے کہ جس مسئلہ متنازع فیہ بین الفریقین کو آپ چاہین قرآن سے ثابت کرین پھر قدرت خدا دیکہیں،، جس کا مطلب ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ منصب استدلال آپکو دیا گیا ہے کہ ,, جس مسئلہ کو آپ چاہین قرآن سے ثابت کرین،، اور آپ یہان مجھسے فرمائش کرتے ہین ,, آپ اپنے اس دعوی کو قرآن شریف سے ثابت کرین،،

کیا یہی ایمانداری ہے اور اسی کا نام منصفانہ مناظرہ ہے کہ اجازت تو ہو آپکو استدلال کی اور فرمایش کیجئے مجھسے -

بہر حال یہ امر بہی تصفیہ طلب ہے کہ آپ مستدل ہین یا مجیب اسکو طے کر لیجئے تو آگے چلئے کیونکہ مقصود مناظرہ احقاق حق ہے نہ سخن پروری خلافت جسکو لینا تہا وہ لیچکا جسکو محروم ہونا تہا محروم ہو چکا نہ صاحب حق کو پھر سے خلافت مل سکتی ہے نہ اوسکے غاصب و دخیل سے چھن سکتی ہے - مسلمانون کا نفع اس تصفیہ سے صرف اسقدر ہے کہ معلوم ہو حقدار کون تہا اور برسرا... کون - حقدار کو خلیفہ رسول مانین باطل سے بیزاری کرین کہ عاقبت درست ہو -

اڈیٹر صاحب للہ ضد چھوڑئے ہٹ سے باز آئیے غور تو کیجئے دو برس سے آپ کس الجھاو مین مسلمانون کو ڈالے ہوئے ہین نہ کسی بات پر قرار لیتے ہین نہ فرار کرتے ہین سلف سابق کی روش سے باز نہین آتے یا دلسے ایمان لائیے یا اسلام سے صاف صاف علیحدہ ہو جائیے آپ اگر اہلحدیث سے ہوتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ قرآن مین فضائل و نصوص خلافت جناب امیر المومنینؑ کسقدر موجود ہین مگر آپ کیا کرین رسول اللہ آپکے حق مین فرماگئے ہین یقرؤن القرآن ولا یجاوز تراقیہم

ایڈیٹر صاحب دیکھیے صواعق محرقہ مین آپکے علامہ ابن حجر کی لکھتے ہین اخرج ابن عساکر عنہ قال مانزل فی احد من کتاب اللہ تعالی مانزل فی علی واخرج عنہ ایضا قال نزل فی علی ثلاثمائۃ ایۃ صحٰ

یعنی ابن عساکر نے روایت کی ہے حضرت ابن عباس سے کہ کہا اونہون نے نہین نازل ہوا قرآن کسیکے بارہ مین جسقدر نازل ہوا علیؑ کے بارہ مین۔ دوسری روایت مین ہے اونسے کہ کہا نازل ہوا علیؑ کے بارے مین تین سو آیہ۔ پھر آپ کیسے اہل حدیث ہین جو ان احادیث کو نہ دیکھتے اور ایسی حدیثو نپر نہین ایمان لاتے۔

دوسری حدیث اوسی کتاب مین ملاحظہ ہو۔ اخرج الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال ما انزل اللہ یا ایہا الذین امنوا الا وعلی امیرہا وشریفہا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد فی غیر مکان وماذکر علیا الا بخیر

یعنی امام طبرانی وامام ابو حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا جہان خدا نے آیہ مین یا ایہا الذین امنوا فرمایا ہے اوسمین حضرت علیؑ اوسکے امیر او شریف ہین اور خدا نے کئی جگہ پر عتاب کیا ہے اصحاب رسول اللہ پر اور نہین ذکر کیا ہے حضرت علیؑ کا مگر خیر کے ساتھہ۔

اڈیٹر صاحب قرآن سے روگردانی آپکی تو تمام عالم پر ظاہر ہو چکی کہ اس دو برس کے عرصہ مین ایک مسئلہ بہی اپنا آپ قرآن سے ثابت نہ کر سکے جسپر کسقدر غیرت دلائی گئی اگر آپکو کچہہ غیرت ہو گی تو اس تحریر کا جواب معقول مہذب پیرایہ مین بہت جلد عنایت کرینگے " اب لقب اہلحدیث بہی آپسے اوڑا چاہتا ہے۔ کیونکہ جب حدیثونکو بہی نہ مانینگے اوسپر بہی ایمان نہ لائینگے تو پھر آپکا کہان ٹھکانا ہوگا۔ کیونکہ ان احادیث مین تصریح ہے کہ جہان آیہ یا ایہا الذین آمنوا ہے جناب امیر اوسمین امیر و شریف ہین تو کیا اس سے خلافت نہین ثابت ہوئی۔

ان احادیث مین اسکی بہی تو تصریح ہے کہ مختلف مقامات مین صحابہ پر عتاب کیا گیا ہے تو کیا آپکے خلفا اوس سے علیحدہ ہین اور معتوب صحابہ کی پرستش کس اصول سے جائز ہے غور سے پڑہیے اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

(باقی آئندہ)

سلطان معزول کی نسبت وطن کے یہ چند فقرے نہایت موثر ہین سلطان جب سالونیکا
پہنچے تو قوت لا یموت کیلئے بہی کچھ پاس نہ تہا۔ اور ظلم پر ظلم یہ کہ ظالم اتحادی کمپنی نے نظر بندی
اور نگرانی شدید کا انتظام بشدت رکہا لیکن معاش کا بہولے سے بہی خیال نہ کیا آخرین ہجر
والی سالونیکا کو کہ جب اوسے اسبات کا علم ہوا تو اوسنے چند نیک نہادون سے چندہ کرکے
ایک ہزار پونڈ غازی عبدالحمید کی خدمت مین بہیجدئے۔

(۲) اس نابکار فرقہ نے قاتلان عثمان و حسینؓ کی طرح ۲۴ اپریل کی صبح یعنی معزولی سے
چار دن پہلے ہی سے محل یلدز والون کیلئے آب و دانہ اور روشنی کو بند کر دیا۔ پانی اور
گیس کے نل کاٹ دئے اور ہر طرح کے سامان خوراک کا اندر جانا روک دیا جسکا نتیجہ
یہ ہوا کہ بہوک اور پیاس سے ایک کہرام مچ گیا اور خود سلطان غازی کو بہی چار دن
نان خشک پر گذارہ کرنا پڑا۔ بہ ایک حرکت

(۳) سلطان کو سالونیکا پہنچنے کے موقع عمل مین آئی یہ کام بہی سالونیکا کے ایک پلیس کے
سپرد کیا گیا جو رات کے ایک بجے محل مین پہونچا اور ایسے بیوقت انکو محل سے نکلنے پر مجبور
محل سے اسٹیشن تک وہ بند گاڑیون مین پہونچائے گئے اور تین پلیس افسر خاص انکی
گاڑی سے اندر باہر بیٹھے۔

(۴) سالونیکا کے ایک معتدبہ حصہ پر حکومت کرنیوالے فرمانروا اور اوسکے عیال کی
رہایش کیلئے ایک مضافاتی قصبہ کو منتخب کرکے وہان ایک ایسا مکان تجویز کرتے ہین جو کسی وقت
اوسکے اصطبل کے بہی شایان نہ سمجہا جاتا اور اس حقیر مکان اور اوسکے احاطہ کو بہی زائد
از ضرورت قرار دیکر اس سہ منزلہ مکان کی نچلی منزل مین پہرہ دار فوج متعین کی جاتی ہے
اور سلطان کو معہ حرم دوسری منزل مین رکہکر تیسری منزل سے بہی انکو محروم کیا جاتا ہے گو ہم بہی
چونکہ سلطان اور جماعت ایک ہی قوم و ملت سے ہین لہذا ہمکو سکوت کرنا چاہئے۔
مگر غور کرنا یہ ہے کہ اس قوم نے فرزند رسول کے ساتہ کیا کیا جو کوئی دوسرا شخص انسے کچہ
امید رکہے۔

مگر حبل المتین کا نامہ نگار لکہتا ہے کہ اصلیت اس قصہ کی یہ ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی کے

مقابلہ مین سلطان نے ایک جمعیت احرار قائم کی جو انجمن اتحاد کے خلاف تھی - اسنے کئی اخبار بہی جاری کئے جو انجمن اتحاد و ترقی کے خلاف لکہا کرتے جنمین اڈیٹر سرلبستی زیادہ مشہور تھے۔ سلطان نے انجمن اتحاد و ترقی کے بدنام کرنیکو اڈیٹر مذکور کو قتل کرادیا۔ مگر یہ راز کہل گیا اور جو کچھ نتیجہ ہوا معلوم ہے۔

دوسری طرف سلطان نے طلاب کی ایک انجمن قائم کرائی جسکا نام انجمن محمدیہ تہا جو شریعت کا نام لیکر فتنہ برپا کرے اور ۱۳ مارچ کو جو کام اسنے کیا کہ پارلیمنٹ مین خونریزی کی سبکو معلوم ہے - السبب کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان معزول ہوئے خلافت کا خاتمہ ہوا افسوس کہ سلطان اب سالونیکا سے بہی بدر کئے گئے جزائر مختلفہ مین اونکے اراکین منتشر کئے جارہے ہین۔

سلطان معزول قطب عالم ہین؟ اخبار وطن مورخہ ۲۴ اپریل لکہتا ہے حلقہ نظام المشائخ صوفیہ نے بیان کیا سلطان کا ظاہری تخت سے علٰحدہ ہوجانا مصلحت الٰہی ہے اب وہ باطنی فیوض سے قوم کو مستفید کرینگے۔ کیونکہ اہل تصوف اونکو قطب عالم مانتے ہین واحدی صاحب کا یہ لطیف نکتہ حاضرین کو بہت پسند آیا پھر دبیر الحلقہ خواجہ حسن نظامی نے اسباب معزولی سلطان عبدالحمید پر رائے زنی کی اور واحدی صاحب کے اس عقیدہ کی تائید کرتے ہوئے کہ سلطان قطب عالم ہین اور اونکا تخت سے علیحدہ ہونا ہمارے روحانی انتظامات مین مفید ہوگا۔ یہ فرمایا کہ خلافت سلطان عبدالحمید کی ذات پر منحصر نہین ہے۔ بلکہ تخت سے وابستہ ہے اسپر جو مسلمان بادشاہ بیٹھیگا ہمارا خلیفہ ہے۔،،

یہ ہین عقائد صوفیہ کرام جو اولیا اللہ مانے جاتے ہین کہ سلطان پرستی انکا مذہب ہے بادشاہون مین قطب کا خطاب یا متوکل کو ملا تہا یا سلطان عبدالحمید خان کو۔ افسوس حضرت عثمان کو اہل تصوف کا یہ مسئلہ نہ معلوم تہا ورنہ وہ بہی خوشی سے معزولی قبول کرلیتے جس سے قطب عالم بنتے۔

سازش کابل — پشاور کے سرحدی نامہ نگار نے چند روز قبل کچھ خبرین ارسال کی ہین یا جن سے سازش پر تھوڑی سی روشنی پڑتی ہے۔ نامہ نگار مذکور کو معلوم ہوا ہے کہ ماخوذین کی تحقیقات کیلئے کابل مین ایک خاص عدالت مرتب کیگئی ہے جسمین **سنیون شیعون۔ اور ہندوؤن** کے دو دو قائم مقام لئے گئے ہین اور رفقہ کے دو زبردست عالم شریک کرلئے گئے ہین۔ اس عدالت نے محمد حسن خان بائی زئی کپتان موہمندی پلٹن و محمد اعظم خان جبار خیلی ساکن جلال آباد اور سردار عبد الغیاث خان میجر رسالہ شاہی پر شرکت سازش کا جرم ثابت پاکر موت کی سزا دی اور ہز مجسٹی نے حکم سزا کی تصدیق فرمائی جس پر یہ تینون اشخاص توپ کے موہنہ اوڑا دیئے گئے۔ عدالت دیگر ملزمین کی بھی تحقیقات کر رہی ہے" وکیل ۱۹ر مئی۔ بشکر خدا کہ در کابل مین بھی دو شیعہ ممبر عدالت بنائے گئے حالانکہ کابل کو جو شیعون سے عداوت تھی معلوم ہے۔ مگر حق کا بول بالا ہے۔ ایڈیٹر

علیگڈہ کالج پر آج کل جو روشنی پڑ رہی ہے وہ نہایت صاف ہے۔ وکیل مورخہ ۱۹ر مئی کا ایک معزز نامہ نگار لکھتا ہے "وہ ایک شخص جو دلی شوق۔ نہایت عقیدت سے علیگڈہ گیا۔ قریبا قریب ڈیڑھ برس کالج مین رہا۔ طلبا کی اندرونی حالت کو ٹٹولا حد درجہ ضیع وقت کو بیہودگی سے برباد کرنیوالے جو دنیا فضول گو مسرف پایا زیادہ تر انکے شکار اجنبی بے یار و مددگار بےقدرے صورۃً سیرۃً مسلمان ہوتے ہین"

پھر لکھتے ہین "افسوس ہے تعلیم یافتہ آریہ اپنے مذہب کی اشاعت مین کوئی کسر جائز یا ناجائز باقی نہین رکھتے۔ سالگزشتہ سیکڑون مسلمانون کو آریہ کرلیا۔ بموجب قاعدہ کے نو آریہ مسلمانون کے جانی دشمن ہوجاتے ہین۔ پولٹیکل لحاظ سے یہ امر نہایت خطرناک ہے۔ مسلمان تعلیم یافتہ مذہب سے چڑتے ہین اور مذہب پر ہنستے ہین"

اب قومی لیڈرون کو معلوم ہوگا کہ **علمائے شیعہ** لکھنؤ نے دو تین سال قبل کس اصول پر علیگڈہ کالج سے مخالفت کی تھی کہ یہان صرف نام کا اسلام ہے اور کچھ بھی نہین بلکہ درحقیقت یہان کے تعلیم یافتہ اسلام کے دشمن ہوتے ہین الاشاذ و نادر و الشاذ کالمعدوم۔

مگر یہ خبر مسرت افزا ہی کہ نواب وقار الملک بہادر سکرٹری نے انتظام طعام مین مطابق قواعد اسلام اسکی پابندی کا وعدہ کیا ہی کہ اب ترچیزین غیر مسلم سے نہ لیجاینگی۔ ظروف کی تطہیر بہی اوسیوقت جناب مولانا السید عباس حسین صاحب دامت برکاتہ کے حضور اور مطابق ارشاد کرائی گئی۔ ایک مفصل تحریر اس مادہ مین جناب سید ابو البقا خانصاحب کی دفتر مین موصول ہوئی ہی جو انشاء اللہ آیندہ شایع ہوگی ہمکو امید ہی کہ نواب وقار الملک بہادر جو خود ایک مذہبی آدمی ہین۔ مذہب کا ضرور خیال کرینگے اور یہ مسئلہ تو ایسا ہی کہ نہ صرف مذہبی حیثیت سے لازم ہی بلکہ دنیوی حیثیت سے بہی بیحد قوم کیلئے مفید ہی اصلاح کے گذشتہ جلدونمین دو ایک مرتبہ اسکی تحریک ہوئی تہی بلکہ کچھ تعمیل بھی کیگئی تہی مگر نہ معلوم کیا باعث ہوا جو پھر وہ سلسلہ موقوف کر دیا گیا۔ ایسے امور سے زیادہ تر اسکا خیال ہوتا ہے کہ شیعونکی حق تلفی یہان عمداً کیجاتی ہی جسکا نتیجہ عنقریب یہ ہونیوالا ہی کہ اب یہ کالج مسلمانون کے قبضہ سے نکلکر گورنمنٹ کے قبضہ مین چلا جائے جسپر ایک عام شورش پھیلی ہوئی ہی مگر اسکو ہمیشہ یاد رکہنا چاہئے "وکیر کرد کہ نیافت"

انجمن حمایت الاسلام لاہور جو نہایت درجہ مشہور و معروف ہے جسنے کالج بہی کھولا ہے یتیمخانہ بھی قائم کیا شیعہ روساء کو بھی اپنے دام تزویر مین پھنسا چند مرتبہ اوسکی غبن و خیانت کا مقدمہ پبلک مین پیش ہو چکا اس سال بھی چھ ہزار کا غبن و تصرف ظاہر ہو رہا ہی جسپر تمام اخبارون مین شورش قائم ہی۔ یہ بھی عجیب شان خدا ہی کہ جسقدر اس فرقہ کو اپنی کثرت پر ناز ہی اوسیقدر اوسکے کارنامے قوم مین شایع ہو رہے ہین جس سے ہر ذی ہوش سمجھ سکتا ہی کہ کہانتک انمین دیانت و امانت کو بقا ہے۔

ندوۃ العلما لکھنؤ کو جو عام شہرت قوم مین ہو رہی ہی اوس سی کون بیخبر ہوگا۔ اس عرصہ دراز مین اوسنے ایک طالب العلم طیار کیا ہی جو ہر موقع پر ضرورت بے ضرورت عربی مین تقریر بہی کرتا ہی اور تحریر بھی جسسے ندوہ کو نہایت ناموری ہو رہی ہی اور ہزارون روپیہ کا چڑھاوہ چڑھ رہا ہے عمارت بن رہی ہی والیان ملک امداد دے رہی ہین۔ وظائف مقرر ہوتے ہین۔ مگر اوسکے اصلی لیاقت و قابلیت کا اندازہ تو اوسی اڈریس سے ہو سکتا ہی جو ندوہ نے نہایت جانفشانی سے عربی مین طیار کیا تہا اور بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر پیش کیا گیا۔ جسکی عربیت

وادبیت پر اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے جو معمولی درجہ کے مولوی فاضل پاس ہین وہ لے دے کی کہ اڈیٹر ریس کی مٹی خراب ہوئی اور سبکو معلوم ہوگیا کہ جب اوسکے اعلی درجہ کے مدرسون کی یہ لیاقت ہے کہ ایک جملہ بھی عربی کا صحیح نہ لکھہ سکیں تو اوسکے طلبہ کا کیا حال ہوگا۔

افسوس کہ ارکان ندوہ اگر معمولی عقل سے کام لیتے تو وہ اپنا اڈیٹر ریس لکھنؤ کے اون علماء شیعہ سے درست کراسکتے تھے جنکی اعلی قابلیت عرب عجم مین بھی مسلم ہے۔ مگر خدا برا کرے تعصب کا جسنے ارکان ندوہ کو مجبور کیا کہ ان علماء اعلام سے مشورہ نہ لین۔ اور تمام عالم مین اپنی ذاتی کمی لیاقت سے بدنام ہون۔

افسوس ہے کہ اس اڈیٹر ریس نے رہی سہی عزت عربی کی تمام کردی کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب خود ایک معمولی لیاقت کے آدمی ہین جب اونہون نے اعتراضات کی اسقدر بوچھار کی کہ ایک جملہ اوسکا بھی سقم سے خالی نہ رہا اور ہر ہر فقرہ اوسکا مورد اعتراض بنا۔ تو دیگر علماء اعلام کی نظر وںمین اوسکی کیا وقعت ہوگی۔

اخبار وکیل مورخہ ۲۰ مئی سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی شبلی صاحب کیلئے ایک میموریل ترتیب دیا گیا ہے جسمین اونکے حالات پر روشنی ڈالی جائیگی اور گورنمنٹ مین پیش ہوگا۔ چھ ہزار کا سالانہ عطیہ تہا کیونکر کہا سکتے ہین آخر اور لوگ بھی تو حصہ دار ہین خدا مسلمانون کو نیک توفیق عطا کرے۔

اگر ہمدردان اصلاح اوس میموریل کو دفتر اصلاح مین روانہ کرین تو دفتر اونکا بیحد شکر گذار ہوگا۔

شیعہ شوگر کمپنی جو شیعہ کانفرنس کے ذریعہ سے قائم ہوئی ہے سرمایہ ایک لاکھ ۲۵ ہزار فی حصہ عہ۔ اخبار وکیل اسکو مفید بتاتے ہوئے لکھتا ہے وہ کاش یہ کارخانہ سنی و شیعہ سبکے لئے عام ہوتا اور کسی خاص فرقہ کی خصوصیت نہوتی" مگر افسوس کہ وکیل نے اسکے کانفرنس کو چند مرتبہ نشتر کا خطاب دیا ہے لہذا اوسکی کوئی راے قابل قبول نہین اور چونکہ علیگڈہ کالج کا ناگوار نتیجہ ہمکو یاد ہے کہ ابتدا مین شیعہ سنی کا مشترکہ مال سمجہا جاتا تہا حالانکہ شیعونکا روپیہ اوسمین بہت زیادہ تہا اور اب خاص ہوگیا لہذا ہم دعا کرتے ہین کہ ارکان شیعہ کانفرنس کے کان آنکھ پر کہین ایسا پردہ نہ پڑے کہ اس کمپنی سے بھی دھوکا کھائین سکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہین کہ قوم کو اس کمپنی پر جلد توجہ کرنی چاہئے جن حضرات نے خریداری کا وعدہ کیا ہے وہ اپنے حصہ کا روپیہ جلد روانہ کرین اور جن مومنین نے ابہی نہین شرکت کی وہ جلد شریک ہون کہ کمپنی باضابطہ قائم ہو کر اپنا کام شروع کرے پراسپکٹس اسکا شایع ہوچکا ہے بپابندی اوسکے روپیہ بنام جناب راجہ سید ابو جعفر صاحب تعلقدار پیرپور تحصیل اکبرپور ضلع فیض آباد جلد آنا چاہئے۔

مقدمہ سنیان لکہنؤ (۱) مسٹر کننگ سٹی مجسٹریٹ لکہنؤ کی عدالت مین سنیونکے مقدمہ نوز و شور سے ہو رہے ہین ناظرین کو معلوم ہوگا کہ چہلم کے روز ۴۸۰ آدمی چار یاری جہنڈا لیجانے کے جرم مین گرفتار کئے گئے تھے انہین سے ۶ شخص کو پہلے تین ماہ قید سخت کی سزا ہوچکی ہے اور باقی ملزمانکو غولونمین منقسم کرکے مقدمہ کیا جارہا ہے۔ ان غولون دو غولونکا مقدمہ ہو رہا تہا ایکمین پچاس آدمی تھے اور دوسرے مین ۳۲ پہلے غول کے پچاسون آدمیونکو تاریخ ۲۹ مئی تین تین ماہ قید سخت کی سزا دی گئی ایک ملزم سخت بیمار تہا جو ڈولی پر آیا تہا مگر یہ بھی جیلخانہ بہیجا گیا۔ اس سزا سے لوگونمین بہت سنسنی پہیل گئی ہے۔ اور یہ ہی کو دوسرے غول (جسمین ۳۲ ملزم ہین) کو حکم سنا دیا گیا۔ چہیاسی ۸۶ ملزمین کو تین تین ماہ قید سخت کی سزا ہوئی ہم کو ایک ایک ماہ کی قید ہوئی ۔ اٹہائیس ملزمین کو دس دس روپیہ پانچ ملزمین کو پندرہ پندرہ روپیہ اور ایک کو پانچ روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔

توحید و رسالت و قیامۃ کے عقائد پر جائے رکہنا ہی کار عظیم تہا اون پر امامۃ
معصوم و منصوص کی اتباع کا بار کیونکر ڈالا جاتا جو اونکے دماغون سے لنبا بعید تہا
اور جو ڈالا جاتا تو اندیشہ تہا کہ اس گروہ اور اونکی نسلون کے اذہان آئمہ منصوص
و غیر منصوص کی کنہ تک نہ پہنچ جائین تو اس صورت مین بلاے عظیم نازل ہوجاتی
یعنی مخالفون کی کثرت ہوجاتی اور کثرت کے برتے پر شیخین پر بالاعلان تبرا اوڑنے
لگے لگا پس اس خوف و مصلحت سے امامۃ کو اصول عقائد کی فہرست سے
مجبوراً خارج کرکے خلافت و امامۃ جو عہدہ واحد کا نام تہا دو ٹکڑے کردے یعنے نیابۃ
رسول کو اقامۃ ارکان اسلام و رفع مظالم و قیام بالجہاد و انتظام بیت المال
و تقسیم غنائم و عطائے فی و ترتیب جیوش و اقامۃ الحدود سے مخصوص کردیا
اور امامۃ کو صرف قیام بالقضا، و احیا، علوم دینیہ کی خدمت سپرد کردی جیسا
کہ حضرت فاروق نے انتظام فرمایا تہا پس اس تفریق و تقسیم سے امام کی عصمت نبوت
کا عقیدہ جو مشروط تہا وہ زائل اور اوسکا قائمقام عصمت اجماعی کا عقیدہ ہوگیا
اسی جہت سے اہلسنت و جماعت کے ہان بلاقید و امتیاز ہر ظالم و جاہل سلاطین اور
ہر ناپرہیزگار جابر و جائر اور ہر قسم حلالی و حرامی مگر صاحب قہر و غلبہ لقب خلیفہ
رسول سے ملقب اور ہر ناپرہیزگار متدین و غیر متدین عالم خطاب امام سے
مخاطب ہونے لگا سچ ہے اذا فات الشرط فات المشروط۔

اسی نصب خلیفہ غیر منصوص کی قرارداد ایجاد کی ضرورت سے بہ نیت
استحکام خلافت پہلے بعض صحابہ و تابعین نے بتوثیقات روایات علماء یہود و تحقیق

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ذہبی جلد اول صفحہ ۱۱ - ھو کعب بن ماتع الحمیری من اوعیۃ العلم
وکبار علماء اھل الکتاب فی زمن ابی بکر وقدم من الیمن فی دولۃ امیر المؤمنین
عمر فاخذ عنہ الصحابۃ وغیرھم واخذ ھو من الکتاب والسنۃ عن الصحابۃ
توفی فی خلافۃ عثمان وروی عنہ جماعۃ من التابعین مرسلا ولہ شیء فی صحیح
البخاری انساب سمعانی مین ہے ابو الحسن مقاتل بن سلیمان الخراسانی

ابنیا کیا اور پھر اونکے مقلد متاخرین نے اون ہی صحابہ وتابعین وغیرہم کی توثیقات پر آئمہ اور ابنیاء کو اصلاب طاہرہ ونفوس زکیہ سے مخصوص نہ رکھا حتی کہ آن حضرت تک کو چنانچہ روض الانف سہیلی معارف ابن قتیبہ الاکتفا ابو ربیع سلیمان بن سالم کلاعی کے تالیفات مذکور مین لکھا ہے کہ اجداد پیغمبر مین سے کنانہ ابن خزیمہ نے زنا کیا تھا جسکا سلسلہ نسب آنحضرت صلعم تک پہنچا معاذ اللہ پھر ان جہلات مین اسقدر ترقی ہوئی کہ پیغمبرون سے صدور کبیرہ کے قائل ہو گئے حتی کہ پیغمبرون سے تبلیغ احکام خدا مین بھی غلطی ہونیکے قائل ہو گئے انتہا یہ کہ ابنیاء کے زمانہ قبل بعثت کے کفر کے بھی قائل ہو گئے چنانچہ منخول غزالی شرح مواقف شرح فقہ اکبر ملا علی قاری شرح مسلم الثبوت بحر العلوم وغیرہ وغیرہ مین یہ مضامین بشرح وبسط درج ہین پس زمانہ خلفاء عباسیہ مین اصول فقہ کی امام شافعی نے بنیاد ڈالی اور بمصلحت وقت اصول عقائد کی فہرست سے امامت کو خارج کر دیا۔ لیکن زمانہ ساز وانداز شناس علماء یہ بھی جانتے تھے کہ ہر عالم وجاہل ذلیل شریف وحشی تعلیم یافتہ مذہب کا جویا اور ہر انسان کی فطرت مین قانون ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور لا تبدیل لخلق اللہ راسخ ہے پس صاحبان فہم امامہ کو ضرور عقائد مین داخل کر لینگے اسی دہوکہ اور بہروسہ پر اونہون نے عوام کی خوشی کے واسطے عصمت ابنیا وائمہ کا خوب قلع وقمع کتب اصول عقائد سے کر دیا لیکن خواص کے واسطے یہ کیا کہ جہان امامت کی بحث پڑی وہان اوسکی توثیق کی جیسا کہ آیندہ معلوم ہو گا۔

اس لاونعم سے مستفاد ہوتا ہے کہ اہلسنت وجماعت کے ہان مسئلہ امامت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳ (الی ان قال) وکان یاخذ عن الیہود والنصاری علی القرآن یوافق کتبہم الخ بخاری مین ابن عباس سے مروی ہے یامعشر المسلمین کیف تسئالون اہل الکتاب عن شئی الخ رسالہ اثر ابن عباس مین ہے کہ ابی بن کعب وابوہریرہ وعبداللہ بن عمرو ابن العاص احبار یہود سے لیتے تھے۔

نفس الامر مین داخل اصول عقائد ہے نہ فروع مین ۔ ہان بعض ضعیف الایمان مگر مصلحت اندیشں اور صلح کل علما سابق نے بتوثیق حدیث الحرب خدعۃ فرع مین ہونیکا اقرار کیا ہے تاکہ خصم اسکو غیرضروری جانکر بحث ترک کرے اور کارنماہای شیخین پر ملا ہون مگر پچھلی نسلون کے سلسلے زمانہ دراز اور فریب عظیم کے سبب اس رازکو بہول گئے ۔

جیسا جبرو قدر کا مسئلہ بے تمیز مشہور رہے دینا پرست علما نے اجماع کی بہی وہی گت بنائی ہے یعنی ہمارے گروہ کے بعض علما نے اجماع کی ایسی تعریفات اور فضائل لکہے ہین کہ اگر کتاب خدا سے اوسکو منسوب کیا جائے تو بجا ہے اور پہر اون تعریفات پر حصر نہ کرکے پاخانہ مین پہینکنے والی چیزکو اصول اسلام مین داخل کرلیا ہے اور بعض نے اجماع کی وہ توہین کی ہے کہ جس سے خود اجماع اور اجماع کرنیوالون کی عظمت باقی نہین رہتی مثلاً امام نووی نے شرح مسلم مین امام احمد حنبل کا قول لکہا ہے

من ادعی الاجماع فھو کاذب و الاجماع لیس بحجۃ و ما لا یعلم فیہ خلافاً فلیس اجماعاً من قولاً الشافعی)

کہ جسنے اجماع کا دعوی کیا وہ جہوٹا ہے یعنی کسی فعل پر کبہی اجماع کامل نہین ہوا ۔ اور مولوی نواب صدیق حسن خان بہوپالی نے سیر العبلا مین بحوالہ رسالہ جدیدہ امام شافعی موصوف کے دو قول لکہے ہین جنکا مطلب یہ ہے کہ اجماع اسلام مین حجت شرعی نہین اور دوسرے قول کا مطلب یہ ہے کہ جس اجماع انعقاد کے قبل کا خلاف نہ معلوم ہو تو وہ اجماع حجت شرعی نہین ہے پس شافعی کے اس قول سے اجماع خلافت اولی کا پورا استیصال ثابت ہے کیونکہ انعقاد اجماع کے قبل کا اختلاف کتب اہلسنت سے ثابت نہین اسیطرح اور اصولیین اہلسنت نے اجماع کی ہجو کی ہے مثلاً کتب فقہ مین ہے الاجماع لاینسخ ولاینسخ اور مولوی ابو الحسن سیالکوٹی نے اپنی کتاب

الکلام المبین مین لکہا ہے کہ۔

لا یتم اجماع الصحابۃ باختلاف التابعی کہ تابعی کے اختلاف کرنیکے سبب سے صحابہ کا اجماع کامل نہین سمجہا جاتا۔ ان تصریحات سے صاف ظاہر ہے کہ بیعت خلافت اولی پر اجماع کامل نہین ہوا کیونکہ خود صحابہ اور بالخصوص جگر گوشگان رسول اور تمام بنی ہاشم نے اختلاف کیا اور جب تابعین کی نوبت پہنچی تو اونمین سے بکثرت افراد نے اختلاف کیا الغرض ہماری تحقیق مین تقیہ باز گر مصلحان قوم و معینان اسلام نے امامت کے فرع مین داخل ہونیکا اقرار زبانی کیا ہے اور دل سے ہمیشہ امامت کے اصول عقائد مین داخل ہونیکے قائل رہے اور اسی اعتقاد پر چلے آتے ہین چنانچہ یہ اوسی عقیدہ کا اثر ہے کہ اب تک مین بہی ہے کہ دشمنان اسلام و منکران توحید و رسالت و قیامت سے آنکہ میلی نہین کرتے ہین لیکن منکران امامۃ شیخین سے لاٹہی پونگا پہلسازی و مقدمہ بازی و دغا و فریب و بغض و فساد کرنا حلال جانتے ہین چنانچہ اخبارات زمانہ سلف اور حال کے اخبارات و رسالجات سے ظاہر ہے پس اس قوم کی توجہ کا ل سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ انکے اصول اسلام مین کوئی اصل ہے تو صرف اجماع بیعت اولی ہے اور باقی توحید و رسالت و قیامت سب فرع مین داخل ہین۔

مذہب اہل سنت مین امامت کے اصول عقائد مین داخل ہونیکے دلائل

فی الحقیقۃ شرایع سابقہ کے خلفا معصوم ہوتے تھے اور معصوم وہ ہوتے تھے جو منصوص ہوتے تھے چنانچہ بعض خلفا منصوص و معصوم کی فہرست ہم سید علی ہمدانی کی مودۃ القربی سے پیش کرتے ہین جسکی عبارت بقدر ضرورت یہ ہے۔

قال یا سلمان ․․․ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمان تو اوصیا

کیونکہ جنگ احد میں بھی حضرت عمر کا یہ خیال تھا کہ ترک جہاد کرنا مستلزم کفر نہیں ہے اور بزرگان اہلسنت کا خیال یہ تھا کہ جان کی سلامتی مقدم ہے اگرچہ اسلام جاتا رہے کیونکہ وہ اسلام ہی کب لائے تھے چنانچہ تاریخ خمیس میں ہے انتھی انس بن النضر عم انس بن مالک الی عمر بن الخطاب وطلحہ بن عبید اللہ فی رجال من المہاجرین والانصار وقد القوا بایدیھم فقال ما یجلسکم قالوا قتل رسول اللہ قال فما تصنعون بالحیاۃ بعدہ قوموا فموتوا علی مثل ما مات علیہ رسول اللہ ثم استقبل القوم فقاتل حتی قتل صفحہ ۴۴۲ جلد اول

یعنی انس بن نضر عم انس بن مالک نے دیکھا کہ عمر بن الخطاب اور طلحہ مع دیگر مہاجرین و انصار چپ چاپ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں تو انس نے پوچھا کیوں بیٹھے ہو کہا کہ رسول اللہ تو قتل ہوگئے انس نے کہا پھر تم بھی اوسی راہ میں مرجاؤ جس راہ پہ حضرت نے وفات کی بعد اوسکے انس چلے گئے اور جا کر لڑے یہانتک کہ شہید ہوئے جس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ کس خیال کے تھے کیونکہ آخر انس نے بھی وہی خبر غلط سنی تھی مگر اسلامی حمیت نے اونکو بیٹھنے نہ دیا اور باوصف استماع خبر شہادت رسول اللہ اونھوں نے جہاد کیا اور شہید ہوئے مگر یہ لوگ بیٹھے کے بیٹھے رہے۔

نہیں نہیں بلکہ دوسری فکریں ہو رہی ہیں کہ کسطرح ابوسفیان سے جان بخشی کی سند عطا کی جائے چنانچہ اوسی تاریخ خمیس میں ہے قال بعض المسلمین لیت لنا رسولاً الی عبد اللہ بن ابی فیاخذ لنا اماناً من ابی سفیان صفحہ ۴۴۹

یعنی کاش ہمکو ایک قاصد ملتا کہ اوسکو عبد اللہ بن ابی کے پاس بھیجتے کہ وہ ہمارے لئے ابوسفیان سے امان حاصل کرتا۔

غرض جس پہلو سے دیکھا جائے ایسے موقع میں بجز جدال و قتال کے معمولی عقل والے انسان کو بھی چارہ نہیں کیونکہ فتنہ و فساد کا دبانا ہر عاقل پر لازم ہے باغیوں کی سرکوبی تمامی ملل میں لازم پھر جناب امیر کیونکر اسکے خلاف کرکے نہ صرف موردِ اعتراض عقلائے عالم بنتے بلکہ حکم صریح خدا و رسول کی مخالفت لازم آتی ہے پھر حضرت علی مسلمان

تھے مومن تھے امیر المومنین تھے کیونکر ممکن تھا اسکی مخالفت کرکے راہ کفر کو اختیار کرنے خدا رحم کرے اون مسلمانوں پر جو سب حالات جانتے ہیں اور بخوبی واقف ہیں۔ مگر صرف اسوجہ سے اعتراض کرتے ہیں کہ شیعہ انکو امام معصوم سمجھتے ہیں حالانکہ اصول مسلمہ اہلسنت سے کوئی شخص نہ آپکی امامت سے انکار کرسکتا ہے نہ عصمت سے پھر بجز اسکے کیا چارہ ہے کہ اونلوگوں کے حق میں دعا کریں۔

یہاں آپکے پیش نظر دونوں واقعہ موجود ہے کہ ابوبکر صاحب نے بلا استحقاق کسطرح خلافت پر قبضہ کیا اور خلاف حکم خدا و رسول کسطرح ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا اور جلایا جسپر مرتے وقت وہ افسوس بھی کرتے ہیں کہ کاش ہم حضرت سے پوچھے ہوتے۔ کاش یہ نہ کئے ہوتے۔ مگر اوسپر اہلسنت کو کوئی اعتراض نہیں۔ اور اعتراض ہے تو قتل جناب امیر پر جس سے معلوم ہوا کہ نہ یہ لوگ مسلمان ہیں نہ اسلام لائے ہیں جو حکم خدا و رسول بلکہ قول خدا و رسول پر اعتراض کرتے ہیں اور اوسی دشمن اسلام سے محبت ہے جسنے اسلام کو اسطرح تباہ و برباد کیا کہ بالخصوص اون مظالم کے دفعیہ میں جناب امیرؑ کو یہ زحمت اوٹھانی پڑی۔

آپ نتیجہ پر جاتے ہیں اور اوسکے اسباب پر نہیں نظر کرتے کہ کیوں نتیجہ ویرہیں نکلا اور کیوں خراب نکلا۔ آپکو اسپر ناز ہے کہ ابوبکر صاحب نے اپنی ڈہائی برس کی خلافت میں باغیوں کو بھی سر کیا اور فتوحات بھی ہوئی لیکن جناب امیرؑ کی خلافت چار برس رہی اور کچھ نہ ہوسکا یا ہوا تو بدتر۔

مگر اسپر نہیں غور کرتے کہ جن لوگوں کو ابوبکر نے سر کیا اونہیں رسول اللہ نے دس برس میں سر کیا تھا تو کیا ابوبکر صاحب رسول اللہ سے بھی افضل تھے یا انکی قوت انتظامیہ حضرت سے بھی بڑھی تھی کیا کوئی مسلمان اسکا دعوی کرسکتا ہے ہرگز نہیں پھر کیا تھا۔

اسباب کامیابی خلافت ابوبکر اوسوقت قائم ہوئی جب ممالک اسلام انتظام جناب امیرؑ کے ذریعہ سے بعہد رسول ہر طرح کامل و مکمل تھا کسیطرح کا اختلال نہ تھا جو کسیکو درست کرنیکی ضرورت ہوتی۔ بلکہ اس اچانک خلافت سے ایک وقتی اختلال پیدا ہوگیا تھا جو صرف

سکوت جناب امیر سے عزم ہو گیا۔ کیونکہ اونکا دعویٰ یہ تھا کہ اگر خاندان رسالت سے یہ خلافت خارج کی جاتی ہے تو ہم زیادہ مستحق ہیں کیونکہ ہمیشہ سے معزز رہے ان لوگوں کو اس سے کیا تعلق۔ جب جناب امیر کی طرف سے کسیطرح کی امداد اونکو نہ ملی تو وہ سب بھی ساکت ہو گئے جس سے سارا قضیہ طے ہوا اور لوگ اوسکو فتح سمجھتے ہیں۔

بخلاف جناب امیر علیہ السلام کہ حضرت نے خلافت اوسوقت قبول کی جب ماسبق میں تعمیل ہو چکی تھی۔ ہر ہر صوبہ میں بغاوت سرکشی کا مادہ پورا آچکا تھا طوائف الملوکی کا نقشہ تھا کہ خلیفہ اپنے عہدہ دار و نکو بغرض امداد طلب کرتے ہیں کوئی نہیں آتا۔ ایسے حال میں جناب امیر اسقدر جلد کیونکر اس فساد کو درست کر سکتے تھے۔

(۲) خلافت ابوبکر اوسوقت قائم ہوئی جبکہ کسی قسم کی سازش اس غرض سے نہیں کیگئی تھی کہ کسی خاندان خاص میں یہ خلافت نہ جانے پائے کیونکہ اگرچہ رسول اللہ نے ابتداے بعثت سے خلیفہ اپنا مقرر کر دیا تھا اور آخری زمانہ میں بوقت معاودت حجۃ الوداع اوسکا باضابطہ اعلان بھی کیا تہا۔ مگر یاروں نے اوسمیں ایسی تاویلیں کیں کہ اوکا بہتو نکو اصل حکم ہی نہ معلوم تہا اور جنہیں معلوم تھا وہ سب اس مشورہ میں شریک تھے کہ ایسا نہونے پائے۔ لہذا صحابہ کی مخالفت کا انتظام پہلے سے مکمل تھا ہر شخص اوسمیں ساعی ہے کہ کبھی نہ کبھی ہمارا قبیلہ بھی سردار ہوگا۔

جناب امیر کی خلافت اس طریقہ پر قائم ہوئی کہ ۲۴ برس اسمیں صرف ہو چکے ہیں کہ اس خاندان میں خلافت نہ جانے پائے اب رعایا۔ یا ارکان سلطنت وہی لوگ ہیں جو اسپر مصمم ہیں کہ کسیطرح آپ خلیفہ نہو سکیں۔

(۳) ابوبکر کی خلافت میں ساعی اور مدبر وہ کل صحابہ ہیں جنکی خواہش تھی کہ خاندان رسالت میں خلافت نہ جانے پائے مخالف ہیں تو بیرونجات کے قصباتی دیہاتی جنکے پاس نہ آلات حرب درست ہیں نہ تجربہ کار ہیں نہ مال ہے نہ اتفاق کیونکہ متفرق رہا کرتے ہیں آباد ہیں

جناب امیر کی خلافت میں ساعی اور کوشاں زیادہ بیرونجات کے لوگ ہیں جنکے دباؤ سے خلافت تو حاصل ہوئی مگر وہ سب اپنے اپنے ملک کو واپس چلے گئے۔ اب جناب امیر و

کے ساتھ وہی لوگ ہیں جو قلبًا عداوت رکھتے ہیں اور کسیطرح نہیں چاہتے کہ آپکی خلافت چل سکے۔ یہی باعث ہے کہ ابوبکر کے مخالف وہ باغی تھے جنکا زور فورًا توڑ دیا گیا اور جناب امیر کے وہ لوگ مطیع ہیں مگر جتنے لوگ ارکان دولت سمجھے جاتے ہیں وہ سب مخالف ہیں۔ پھر اتنا جلد کیونکر کامیابی ہوسکتی

(۴) ابوبکر کو خلافت پاتے ہی مال کافی مل گیا تھا کیونکہ اسود عنسی سے جنگ کا حکم حضرت دیچکے تھے اور فتح و فیروزی لشکر اسلام کی بھی خبر دے چکے تھے کہ آج کی شب اسود عنسی مارا گیا۔ وفات کے چندروز بعد فتح کی خبر آئی جسکے ساتھ مال غنیمت وغیرہ کا آنا بھی ضروری ہے۔ سپاہیوں کے دل بڑھے ہوئے لشکر کی ہمت بڑھی ہوئی ہے

بخلاف جناب امیر کہ حضرت نے اوسوقت خلافت قبول کی ہے جب خزانہ خالی لشکر پریشان بغاوت پر آمادہ پھر کیا اسکی اصلاح ایسی آسان ہے

(۵) ابوبکر کی خلافت اوسوقت قائم ہوئی جب لشکر اسلام تجہیز جیش اسامہ کے لئے تیار اور مرتب تھا ان کی بدولت نہ جا سکا اب خلیفہ وقت کو ہر طرح کی آسانی تھی جو اونکے حسب خواہش ہوا انکا بعد ہر جا میں بھیجدیں۔

جناب امیر کی خلافت اوسوقت قائم ہوئی جب نہ کوئی باضابطہ لشکر تھا نہ فوج تھی جو لوگ فوجی کام کرتے وہ سب خلیفہ کے اعمال سے متنفر تھے اور باغی ہو رہے تھے جنکے تفریق کی ضرورت تھی پھر اگر حضرت کو واقعًا خلیفہ بھی وہ مانتے تو التزام کسی امر کا مشکل تھا چہ جائیکہ سبکی خواہش کے خلاف آپکی خلافت قائم ہوئی۔

(۶) ابوبکر صاحب کے مخالف چند دیہات میں جو ملک عرب میں محدود تھا جہاں کے حاکم وہ صحابہ ہیں جو ہوادار خلیفہ اول ہیں۔

جناب امیر کے مخالف بڑے بڑے وہ شہر ہیں جو ممالک اسلامی میں نامی گرامی ہیں اور مخالف حضرت کے وہ لوگ ہیں جو ان شہروں کے حاکم اعلیٰ کہ تمام شہر پر اونکا قبضہ ہے۔

(۷) ابوبکر کے مخالف گو مسلمان تھے مگر وہ مرتد کہے گئے تھے جس سے ہر کس و ناکس کی ہمت اونکے قتل پر بڑھ گئی کہ جہاد ہے۔

مہذب مناظرہ